بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی خواتین کا ماہوار مذہبی، علمی اور ادبی رسالہ

مصباح

جلد ۱۴

نمبر ۲

قادیان دارالامان سے ہر مہینہ کی پندرہ ۱۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

چندہ سالانہ دو روپیہ

جنوری سنہ ۱۹۴۰

ایڈیٹر محمد یعقوب مولوی فاضل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وصیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

امسال جلسہ خلافت جوبلی کے موقع پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے حسب ذیل مکتوب بطور اشتہار شائع کرکے تمام احمدیوں میں تقسیم کیا گیا۔ چونکہ یہ مکتوب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک اہم وصیت پر مشتمل ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان یہ حدیث سُنے اس کا فرض ہے کہ وہ آگے دُوسروں تک اسے پہنچائے۔ اسلئے حضور کا یہ مکتوب گرامی درج ذیل کرتے ہوئے تمام خواتین سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ بھی اس حدیث کو دوسروں تک پہنچائیں:۔ (ایڈیٹر)

"برادرم السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حجّۃ الوداع میں جبکہ آپؐ کی وفات قریب آ گئی۔ بطور وصیّت سب مسلمانوں کو جمع کر کے فرمایا۔ اِنَّ دِمَآءَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ (اور ابی بکرہ کی حدیث میں ہے وَاَعْرَاضَکُمْ) حَرَامٌ عَلَیْکُمْ کَحُرْمَۃِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِکُمْ ھٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا اِس شہر میں اس مہینہ میں اس دن کو اللہ تعالیٰ نے جو حفاظت بخشی ہے (یہ حج کے ایام کی بات ہے) وہی تمہاری جانوں اور تمہارے مالوں (اور ابی بکرہ کی روایت کے مطابق اور تمہاری عزّتوں) کو خُدا تعالیٰ نے حفاظت بخشی ہے۔ یعنی جس طرح مکّہ میں حج کے مہینہ اور حج کے وقت کو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح پُرامن بنایا ہے۔ اسی طرح مومن کی جان اور مال اور عزّت کی سب کو حفاظت کرنی چاہیئے۔ جو اپنے بھائی کی جان۔ مال اور عزّت کو نقصان پہنچاتا ہے۔ گویا وہ ایسا ہی ہے جیسے حج کے ایّام اور مقامات کی ہتکِ حرمتی کرنیوالا۔ پھر آپؐ نے دو۲ دفعہ فرمایا کہ جو یہ حدیث سُنے آگے دُوسروں تک پہنچادے۔ مَیں اِس حکم کے ماتحت یہ حدیث آپ تک پہنچاتا ہوں۔ آپکو چاہیئے کہ اس حکم کے ماتحت آپ آگے دُوسرے بھائیوں تک مناسب موقعہ پر یہ حدیث پہنچادیں اور انہیں سمجھادیں کہ ہر شخص جو حدیث سُنے اُسے حکم ہے کہ وہ آگے دُوسرے مسلمان بھائی تک اس کو پہنچاتا چلا جائے +

والسّلام۔ خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی۔ ۱۶ ذوالقعدہ سنہ ۱۳۵۸ھ

شذرات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱)

مصباح کا سال اگرچہ "خلافت جوبلی نمبر" سے شروع ہو چکا ہے۔ مگر نئے سال کا آغاز چونکہ جنوری کے مہینہ سے ہوتا ہے اور اسی مہینہ میں مصباح کا یہ پرچہ شائع ہو رہا ہے۔ اس لئے خریداران مصباح کی خدمت میں نئے سال کی مبارکباد پیش کرتے ہوئے دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس نئے سال کو ہم سب کے لئے بابرکت بنائے۔ اور ہمیں اپنے فضل سے توفیق عطا فرمائے۔ کہ ہم اس کے دین کی اشاعت اور اس کے کلمہ کے اعلاء کے لئے بیش از بیش خدمات سرانجام دے سکیں۔

(۲)

مصباح اب نئی جلد کے ساتھ اپنی عمر کے چودھویں سال میں قدم رکھ رہا ہے۔ اور یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ اب اس کا قدم آہستگی کے ساتھ ترقی کی طرف اُٹھ رہا ہے۔ اکثر بہنوں کا مطالبہ تھا کہ مصباح کا سائز ۲۰×۲۶/۸ کی بجائے ۲۰×۳۰/۸ کر دیا جائے۔ جیسا بالعموم آجکل ادبی اور تعلیمی رسالہ جات شائع ہو رہے ہیں۔ چنانچہ اس خواہش کے احترام میں گذشتہ نمبر سے مصباح کے سائز میں تبدیلی کر دی گئی ہے جو اُمید ہے۔ کہ پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔

(۳)

مضامین کے اعتبار سے بھی مصباح اللہ تعالےٰ کے فضل سے ترقی کر رہا ہے۔ اور کوشش کی جاتی ہے کہ اس کے مضامین میں تنوع ہو۔ چنانچہ نہ صرف ٹھوس مذہبی مضامین شائع کئے جاتے ہیں بلکہ اور بہت سے اہم عنوانات پر بھی قیمتی مضامین درج کئے جاتے ہیں۔ اور یہ بہت ہی خوشی کی بات ہے کہ یہ تمام مضامین ہماری جماعت کی لڑکیوں یا اہلِ علم خواتین کے لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ جس سے بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کی خواتین علمی رنگ میں نہایت سُرعت کے ساتھ ترقی کر رہی ہیں۔

(۴)

موجودہ پرچہ میں "ایک دُکھیا کی داستان" کے عنوان سے صاحبزادی امتہ الرشید بیگم صاحبہ بنت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک بلند پایہ مضمون شائع ہو رہا ہے۔ جو اس قابل ہے کہ ہماری جماعت کی تمام خواتین اسے پڑھیں اور اپنے اس فرض کو پہچانیں جو اشاعت مصباح کے سلسلہ میں ان پر عائد ہوتا ہے۔ یقیناً یہ افسوس کی بات ہے کہ ہماری جماعت کی خواتین کا ایک ہی پرچہ ہو۔ اور وہ بھی ان کی عدم توجہ کی وجہ سے مشکلات کا شکار ہو رہا ہو۔ مصباح کی سالانہ قیمت صرف دُو روپے یا قریباً تین آنے ماہوار ہے۔ اور اتنی معمولی رقم ایک متوسط الحال خاندان میں علم کی شائق خواتین آسانی سے بچا سکتی ہیں۔ بشرطیکہ ان کے دلوں میں یہ احساس ہو۔ کہ وہ اپنے پرچہ کو خریدیں۔ اور اسے بہتر سے بہتر رنگ میں خدمات سرانجام دینے کے قابل بنائیں۔

(۵)

خریداران مصباح کا اپنے واحد رسالہ کے ساتھ جو سلوک ہے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ نومبر کے پرچہ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقایا داران کی ایک فہرست شائع کی گئی تھی۔ مگر ان میں سے جنہوں نے بقایا ادا کرنے کی طرف توجہ فرمائی۔ انہیں انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے۔ بیسیوں ایسے خریدار ہیں۔ جن کے ذمہ سال سال یا دو دو سال کا بقایا ہے۔ گو آئندہ کے لئے یہ فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ کہ پیشگی قیمت وصول کئے بغیر کسی کے نام پرچہ جاری نہیں کیا جائے گا۔ تاہم جن بہنوں کے ذمہ بقایا ہے۔ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے بقائے صاف کریں۔ اخلاقی لحاظ سے بھی یہ امر بیحد قابلِ اعتراض ہے۔ کہ انسان پرچہ تو وصول کرتا رہے۔ مگر جب قیمت کی ادائیگی کا وقت آئے۔ تو لیت ولعل کرنے لگ جائے۔ پس ایک دفعہ پھر تمام خریداران کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے حساب پر نظر ثانی کریں۔ اور اگر انہوں نے ابھی تک چندہ ادا نہ کیا ہو۔ تو مہربانی فرما کر جلد سے جلد بھجوا دیں۔ آجکل گرانی اشیاء کی وجہ سے سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ اور اگر اس مشکل گھڑی میں بھی خریداران رسالہ تعاون سے کام نہ لیں۔ تو اس کا جو نتیجہ نکل سکتا ہے وہ ظاہر ہے +

(۶)

لجنات اماء اللہ جو مختلف مقامات پر دینی خدمات میں سرگرم عمل ہیں۔ ان سے بھی درخواست کی جاتی ہے کہ وہ مصباح کی توسیع اشاعت کی کوشش کریں۔ علاوہ ازیں مصباح کی اس رنگ میں بھی اعانت ہو سکتی ہے۔ کہ خوشی کی تقاریب پر اسے یاد رکھا جائے۔ ہر گھر میں اللہ تعالٰے کے فضل سے خوشی کی گھڑیاں آتی رہتی ہیں۔ شادی بیاہ اور ولادت تو اہم مواقع ہیں۔ ایسی تقاریب پر اگر مصباح کی اعانت کے لئے کچھ ارسال فرما دیا جائے۔ تو اسے شکریہ کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔ اور ایسی رقم بھیجنے والی خواتین کا نام بھی اخبار میں شائع کر دیا جائے گا۔ تا کہ ان کے لئے لوگوں کے دلوں میں دعا کی تحریک ہو +

(۷)

اسی سلسلہ میں ایک ضروری گذارش یہ ہے۔ کہ بیرونی خواتین کو بھی چاہیئے۔ کہ وہ وقتاً فوقتاً مصباح کے لئے مضامین ارسال فرمایا کریں۔ اب تک اس طرف انکی بہت ہی کم توجہ ہے۔ زیادہ تر مرکز کی خواتین ہی اس میں حصہ لیتی ہیں۔ اگر بیرونی جماعتوں کی احمدی خواتین بھی اس طرف توجہ کریں۔ تو ان کے مضامین بھی خوشی کے ساتھ شائع کئے جائیں گے +

(۸)

آخر میں میں "مصباح" سوسائیٹی کی صدر صاحبہ۔ سکرٹری صاحبہ۔ نائب سکرٹری صاحبہ اور معزز ممبرات کا ممنون ہوں۔ کہ ان کی مساعی مصباح کے لئے بہت مفید ثابت ہو رہی ہے۔ اللہ تعالٰے ان کے اخلاص میں برکت دے۔ اور انہیں توفیق دے۔ کہ وہ قرونِ اُولیٰ کی مسلمان خواتین کا نمونہ بن سکیں +

(۹)

مصباح کا خلافت جوبلی نمبر اللہ تعالٰے کے فضل سے اکثر حلقوں میں پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھا گیا ہے۔ اور چونکہ یہ پرچہ خلافت ثانیہ کی برکات پر مشتمل مضامین کا ایک دل آویز مجموعہ ہے اور اسمیں بہترین نظمیں بھی شائع کی گئی ہیں۔ اسلئے یہ پرچہ کچھ زائد چھپوایا گیا تھا۔ تا کہ بہنیں اس نمبر کو خرید سکیں۔ اگرچہ جلسہ سالانہ کے موقع پر اکثر پرچے فروخت ہو چکے ہیں۔ مگر پھر بھی دفتر میں ابھی تک کچھ پرچے موجود ہیں۔ جو بہنیں یہ نمبر خریدنا چاہتی ہوں۔ وہ چار آنے کے ٹکٹ دفتر مصباح میں ارسال فرما کر منگوا سکتی ہیں + (ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک دکھیا کی داستان

(از قلم سیدہ امۃ الرشید بیگم صاحبہ بنت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

موسم بہار میں صبح کا وقت کیا سہانا معلوم ہوتا ہے۔ جب ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے ہر دل کو مجبور کئے دیتے ہیں۔ کہ وہ قانونِ قدرت پر نگاہ ڈالنے کے لئے علی الصباح بیدار ہو کر کسی چمنستان کا رُخ کرے۔

مارچ کا مہینہ تھا۔ مَیں اپنے جذباتی دل کیساتھ قدرت سے محظوظ ہونے کے لئے کشاں کشاں قریب کے باغ میں پہنچی۔ جہاں شاہِ بلوط کے درخت اگر دلکش نظارہ پیدا کر رہے تھے۔ تو گلاب کے پھول اپنی مہک سے دل و دماغ کو معطر کئے دیتے تھے۔ نہ صرف رنگ برنگ کے دلفریب پھول ہی بلکہ ہر گھاس کی پتّی ایک شان دلفریبی سے آنکھوں کے سامنے آ رہی تھی۔ پھول کا رنگ باصرہ کو۔ اس کی بُو شامہ کو۔ اور طیور کی پُر جوش نغمہ سنجی سامعہ کو فریفتہ کر رہی تھی۔ دل و دماغ میں ایک ایسا عالم نشاط و حیرت پیدا کر رہی تھی۔ جس کا بیان ناممکن ہے کسی پھول کی بلا کی سادگی اور کسی کی قیامت کی شوخی اور کسی کی غضب کی بُو اور کسی کی دلفریب صُورت قدرت کے کمال کا اظہار کر رہی تھی۔ گویا ہر طرف صانع حکیم کی قدرت کا ظہور تھا۔ ے

فصلِ گُل و موسم بہار است
گلزار برنگ و بوئے یار است

ایک قریب ہی کے مکان میں جو سیر گاہوں میں بنائے جاتے ہیں۔ ایک محفل عشرت پر نظر پڑی جو خوشیوں میں گھری ہوئی فیضِ بہار کی تاثیر سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ سُہانے اور جانفزا وقت صباح میں مسرت و بشاشت چہروں سے ٹپکتی تھی۔ اور اس بزمِ طرب کے ہر فرد پر ایسی آب و تاب تھی۔ کہ دل کو مسحور کئے دیتی تھی۔ ایسا زرق برق لباس جو کہ آنکھوں کو خیرہ کئے دیتا تھا۔ ہر طرف قہقہے اور ہر طرف خوشی و مسرت کے آثار نظر آتے تھے۔ میری تمامتر توجہ لہلہاتے ہوئے سبزہ زاروں اور شگفتہ پھولوں سے اچٹ کر محفل کی طرف متوجہ ہو گئی۔ مَیں نے اس نعمت غیر مترقبہ کو غنیمت جانا۔ کیونکہ یہ محفل۔ یہ سہانا سماں۔ یہ صبح کا وقت گیا۔ تو پھر ہاتھ آنے والا نہیں۔ ہزاروں صبحیں آئیں گی۔ مگر ایسا سہانا سماں۔ ایسی محفل کبھی حاصل نہیں ہو گی۔ اسلئے دبے پاؤں مَیں نے قدم پھونک پھونک کر رکھتے ہوئے ان کی طرف جانا شروع کیا۔ لیکن کچھ دُور جا کر ٹھیر گئی۔ اور ان کی خوشی میں مداخلت بیجا کو پسند نہ کیا۔ اچانک کیا دیکھتی ہوں۔ کہ ایک کمزور، نحیف عورت جس کے چہرے پر مُردنی کے آثار تھے۔ اس محفل کی طرف دُور سے آتی دکھائی دی۔ ان دونوں نظاروں نے مجھے چونکا دیا۔ کہاں دُنیا میں خوشی کا نظّارہ، خوشی کی محفل، مسرت کا سماں؛ اور کہاں مصیبت اور افسردگی کے حامل۔ جن کی ہر رات مصیبت اور دن تکلیف میں گزرتا ہے۔ یہ نظّارہ ایک عبرتناک نظارہ تھا۔ وہ دکھیا عورت کشاں کشاں آ گئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آئی۔ اور اس محفل کو متوجہ کرتے ہوئے کہا۔ "میری فریاد سنو۔ اور انصاف کرو۔ یہ محلّوں کی رہنے والی آج دربدر ماری ماری پھر رہی ہے۔ اور کوئی پُرسان حال نہیں کبھی مجھ پر بھی وہ وقت تھا۔ جو آج تم پر ہے۔ زمانے کی موافقت اپنے انصار و اعوان، رشتہ داروں اور متعلقین کی بدولت میرے حسن کو چار چاند لگے۔ لیکن زمانہ بدل گیا۔ سب آہستہ آہستہ چل دئے۔ اپنوں نے مُنہ موڑ لیا۔ اغیار نے بے اعتنائی کی۔ مَیں بہنوں کے گھر روشنی کا پیغام لاتی تھی۔ مگر آج خود میرے گھر میں اندھیرا ہے۔ مَیں دوسروں کی مدد کی محتاج۔ میرا نام "مصباح" رکھا گیا۔ اور مَیں نے ایک دُنیا کو منوّر کیا۔ لیکن میرے چاہنے والوں کے مُنہ موڑنے کی دیر تھی۔ کہ میری چمک ماند، میری آب و تاب ختم اور میری روشنی مدھم ہوگئی۔ غرض تمام جوہر زائل ہوگئے جو عروج مجھے اُن دنوں نصیب ہوُا۔ آج اسے یاد کرکے آٹھ آٹھ آنسو روتی ہوں۔ مجھ حسرت نصیب سے زیادہ قابلِ رحم اور کون ہوگا جس کی بارہ برس ہی میں وہ کایا پلٹی۔ کہ خدا دشمن کی بھی نہ کرے۔ یہ وہی "مصباح" تھی۔ جو کسی وقت محفلوں کی رونق۔ ایک عالم کی محبوب اور ایک دُنیا کی مرغوب تھی۔ مگر تقدیر نے اسے وہ وقت دکھایا۔ جب اسکے قدر دان ایک ایک کرکے اس سے بے وفائی کرتے ہوئے چلنے شروع ہوئے۔ جس جگہ ہر وقت بلبلانِ خوش الحان کی چہکار اور گلہائے رنگین کی لہکار تھی۔ وہاں ہُو کا عالم چھا گیا۔ اسکی اگلی بہاریں سب ختم ہوگئیں۔ اس کی ٹھنڈی اور میٹھی لہروں کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اور اس کی یہ حالتِ زار ہوُئی کہ جو آج اسے آپکی طرف امداد کی طالب کرتے ہوئے کشاں کشاں لے آئی۔ للہ مجھ پر رحم کرو۔ میری خزاں کو بہاروں سے بدل دو۔ میرے گلزار کو دوبارہ شادابی بخشو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ مجھے حسرتوں کے ساتھ عدم آباد کا راستہ دیکھنا پڑے۔"

مجھے یہ نظارہ دیکھکر سخت قلق ہوُا۔ نہ معلوم اس محفل پر اس کا کچھ اثر ہوُا یا نہیں لیکن مجھپر جو حالت طاری ہوُئی وہ قابل بیان نہیں۔ مَیں آگے بڑھی اور اس کو جو اپنا نام "مصباح" بتاتی تھی۔ جو دُنیا کے عیش سے لطف اندوز ہونے والی ہستیوں سے امداد کی خواہاں تھی۔ اپنے پہلو میں لے لیا۔ کیونکہ مَیں اس کے نام سے آشنا اور اسکی حالت سے واقف تھی۔ مَیں نے اس کا وہ زمانہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ کہ جب اس کے مُنہ سے رنگا رنگ کے پھُول جھڑتے تھے۔ جبکہ وہ رونقِ محفل سمجھی جاتی تھی۔ اس کے احسانات ایک عالم پر تھے۔ وہ قوم کی رُوح اور مجلس کا محور تھی۔ بالآخر میں اس محفل سے یُوں گویا ہوُئی۔ کہ "دنیا فانی ہے۔ اور یہ پُر مسرت زندگی منقطع ہونے والی ہے۔ خود اپنی ضروریات سے آزاد ہو کر حاجتمندوں کی ضروریات سے کنارہ کشی کرنا اچھّا نہیں تصویر کے دونوں رخوں پر نظر رکھو۔ اگر آج ایک امیر ہے تو کل غریب اگر آج ایک خوش نصیب ہے تو کل بدنصیب۔ اپنی فروگذاشتوں کو جانے دو۔ اور ایک نظر طالبانِ امداد کی طرف بھی کرو۔"
مَیں اس کی امداد کی اپیل کرتے ہُوئے۔ اس دُکھیا کو دُوسروں کی مدد پر نہ چھوڑتے ہوئے لے آئی۔ اچھّے لباس سے آراستہ کیا۔ اور اپنی کفالت کا وعدہ دلایا۔ خود تکلیف اُٹھانے کا عزمِ مصمم کیا لیکن اس مصیبت زدہ کو آرام و آسائش پہنچانے کی ٹھان لی۔ کاش دُنیا ان عیش پرستیوں میں

نہ ڈوبی رہے۔ بلکہ اپنے فرائض کو سمجھے۔ حاجتمندوں کی حاجت روائی کرے۔ اور کمزوروں کو سہارا دے۔ اگر خدا تعالیٰ نے انہیں دیتے ہوئے سخاوت سے کام لیا تو وہ ضرورت کی جگہ پر خرچ کرتے ہوئے کیوں کنجوسی سے کام لیں۔

شاہد مطلب ملے جس سے وہ ساماں ہے یہی
دردِ دل جاتا رہے جس سے وہ درماں ہے یہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معارف القرآن

یعنی

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودہ درس قرآن شریف سے نوٹ

مرتبہ لجنہ اماء اللہ قادیان

سورۃ العلق پارہ ۳۰

یہ وہ سورۃ ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پہلا انعام نازل فرمایا۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہی سورۃ نازل ہوئی تھی۔ گو بعض حدیثوں میں اختلاف ہے لیکن زیادہ حدیثوں سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس سورۃ سے خدا کے کلام کے اُترنے کی ابتدا ہوئی ہے۔ بخاری میں بھی ایک بڑی لمبی حدیث ہے۔ جس میں اس سورۃ کے نزول کا ذکر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں بچپن سے جو دین کا جوش اور خدا تعالیٰ کی محبت رکھی گئی تھی۔ اس کی کوئی نظیر دُنیا میں ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی محبت کے ماتحت جو پہلے سے آپ کو اللہ تعالیٰ سے تھی۔ غارِ حرا میں جاتے اور دعائیں کرتے۔ آپ مکہ کے رہنے والوں کی ردی حالت کو دیکھ کر کڑھتے اور غمگین ہوتے۔ کہ کسی طرح ان کی اصلاح ہو جائے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے آگے بہت دعائیں کرتے۔ آخر کار اللہ تعالےٰ نے آپ پر وحی نازل کی۔ اور حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے۔ انہوں نے آپ کو فرمایا۔ اِقْرَاْ پڑھو۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ مَا اَنَا بِقَارِئٍ میں نہیں پڑھ سکتا۔ پھر انہوں نے کہا۔ اِقْرَاْ تو پھر آپ نے فرمایا۔ مَا اَنَا بِقَارِئٍ۔ پھر تیسری دفعہ انہوں نے کہا۔ اِقْرَاْ اور ساتھ ساتھ بھینچتے بھی جاتے تھے۔ آخر فرشتہ نے نہایت زور سے کہا۔ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ پڑھ اپنے رب کا نام لے کر جس نے پیدا کیا ہے۔ سب سے پہلے آپ پر یہ وحی غارِ حرا میں ہوئی۔ اور یہ جو کہا کہ اپنے رب کا نام لے کر پڑھ۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ ہر کام اپنے رب کا نام لے کر شروع کرنا چاہیئے۔ رب کی صفت بیان کر کے بتایا ہے۔ کہ آپ کے رُوحانی نشو و نما کا یہ پہلا قدم ہے جو بتدریج ترقی کر کے آپ کو عظیم الشان انسان بنا دیگا۔ یہ سُورۃ مسلمانوں کیلئے خصوصاً اور دوسروں کیلئے عموماً

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں سب سے پہلے یہی آیت نازل ہوئی ہے۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ انسان کو پیدا کیا ہے ایک جمے ہوئے خون سے اس کے ایک اور معنے بھی ہیں۔ اور وہ یہ کہ اسکو ایک علاقہ (تعلق) سے پیدا کیا ہے۔ جس کے اندر محبت کا مادہ رکھا ہے۔ علق جما ہوا خون۔ بغیر ہڈی کے گوشت کا کیڑا جس سے انسان کا ڈھانچہ تیار ہوتا ہے۔ جس طرح ایک معمولی سی چیز سے انسان کا ظاہری جسم تیار ہوتا ہے اسی طرح بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ جو جماعت تیار ہوگی۔ وہ بھی آہستہ آہستہ روحانی طور پر تکمیل کو پہنچ جائے گی۔ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ۝ پڑھ اور تیرا رب جو ہے۔ وہ سب سے بڑی شان والا ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ اس کو وہ کچھ سکھایا۔ جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔ اکرم کا لفظ کہکر اس طرف توجہ دلائی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مکرم و معظم ہو جائیں گے۔ علم تحریر کے ذریعہ سکھایا۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ عرب ایک ایسا ملک ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کسی تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا۔ کہ وہاں کوئی کتاب تصنیف ہوئی ہو۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اب یہ حالت ہے۔ کہ اسلامی کتابیں شمار میں بھی نہیں آسکتیں۔ اور دوسرے اس آیت کے یہ بھی معنے ہیں کہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور دینی تعلیم کو پھیلانے کی ضرورت تھی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی قرآن کریم کی تعلیم کو صحیح معنوں میں پھیلانے کی ضرورت تھی چنانچہ اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ اس زمانے میں تحریر کے ذریعہ علوم کی اشاعت کا زور ہوگا۔ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی ۝ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی ۝ ہرگز نہیں۔ انسان اپنے دعووں میں بڑا سرکش ہے۔ اس لئے کہ وہ سمجھتا ہے کہ میں مستغنی ہوں۔ اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الرُّجْعٰی ۝ تمہارا جانا بھی رب کی ہی طرف ہے اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی ۝ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ۝ مجھے بتاؤ تو سہی اس شخص کا حال جو روکتا ہے بندے کو جب وہ خدا کی عبادت کرے۔ اس سے مراد ابوجہل تھا۔ جو خانہ کعبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھنے سے روکتا تھا۔ اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ عَلَی الْهُدٰۤی ۝ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی ۝ مجھے بتاؤ تو سہی۔ اگر یہ شخص ہدایت پر ہوا یا وہ تقویٰ کا حکم دے رہا ہو۔ تو تم سوچو۔ تمہارا کیا انجام ہوگا۔ اَرَءَیْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی ۝ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی ۝ مسلمانوں بتاؤ۔ اگر یہ سچی بات ہے۔ کہ انہوں نے جھٹلایا ہے۔ تو کیا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ خدا کو معلوم نہ ہو۔ کیا وہ جانتا نہیں۔ کہ خدا اُسے دیکھتا ہے۔ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ ۝ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِیَةِ ۝ نَاصِیَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝ خبردار اگر یہ باز نہ آیا۔ تو ہم اسکی پیشانی کے بال پکڑ کر اسکو گھسیٹینگے اور جھوٹے خطا کاروں کو پکڑ کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہم لے جائیں گے - یہ پیشگوئی جنگ بدر میں ابوجہل کے متعلق واضح طور پر پوری ہوئی - جبکہ اسے ناصیہ سے گھسیٹ کر اس کی لاش کو گڑھے میں ڈال دیا گیا - فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ۝ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝ وہ اپنے ساتھ بیٹھنے والوں کو بلائے تو سہی - ہم بھی اپنے دھکا دینے والوں کو بلائیں گے - زبانیہ - پولیس - دھکا دینے والے - یہ اصل میں زبن سے مشتق ہے - جس کے معنے دفع کرنے اور مٹانے کے ہیں - یعنی دوزخ کے فرشتے - نادیہ - مجلس ناصیہ - پیشانی - كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝ ہرگز تو ایسے انسان کی بات نہ مان - ورنہ تو بھی تباہ ہو جائے گا - بلکہ خدا کو سجدہ کر، اور قرب حاصل کر۔

سورۃ القدر پارہ ۳۰

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ ہم نے اُتارا ہے اس قرآن کو لیلۃ القدر میں - قرآن کریم رمضان کے مہینہ میں نازل ہوا تھا - اور اسی مہینہ میں لیلۃ القدر آتی ہے - یہ خاص رات ہے - جو اللہ تعالیٰ نے دعاؤں کے قبول ہونے کے لئے بنائی ہے - رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - کہ اس کو رمضان کی آخری طاق راتوں میں تلاش کرو - طاق راتیں ۲۱-۲۳-۲۵-۲۷ اور ۲۹ ہیں -

وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ آپکو کس نے بتایا کہ لیلۃ القدر کیا ہے - لیلۃ القدر ایک تو وہ ہے - جو ہر رمضان کے مہینہ میں آتی ہے - دوسرے اس سے مراد اللہ تعالےٰ کے مامورین اور نبیوں کے آنے کا زمانہ ہے - اور اُسے لیلۃ القدر اس لئے کہتے ہیں - کہ وہ اپنے حالات کے لحاظ سے رات کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے - اور قدر اس لئے کہتے ہیں - کہ خدا تعالےٰ کے نبی اور مامور کے آنے سے وہ زمانہ عزت والا ہو جاتا ہے - مجدد جس زمانہ میں آتے ہیں - وہ بھی ایک طرح سے لیلۃ القدر کا زمانہ ہوتا ہے - قدر - اندازہ، عزت، تنگی، تنگی والی رات - اس لحاظ سے کہ لیلۃ القدر کا زمانہ نبیوں کا زمانہ ہوتا ہے - اور نبی کا زمانہ تکلیف کا زمانہ ہوتا ہے - جماعت تھوڑی ہوتی ہے -

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝

لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہوتی ہے - ہزار مہینہ قریباً سو سال ہوتے ہیں - پس سب سے بڑی لیلۃ القدر کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ ہے - اور اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ -

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ نبی کا زمانہ جو چند سالوں کا ہوتا ہے - بعد میں آنیوالے ہزار مہینوں سے اچھا ہوتا ہے اُسوقت فرشتے اور الٰہی کلام نازل ہوتا ہے جس میں ہر قسم کی خبریں ہوتی ہیں - یعنی نبی کے الہام ہر قسم کی باتوں پر حاوی ہوتے ہیں -

سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ سلامتی ہی سلامتی ہے صبح کے طلوع تک - صبح کا طلوع نبی کی وفات کا وقت ہوتا ہے - یعنی جب قوم میں ترقی آجاتی ہے - دولت آجاتی ہے - پھر خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں - ظاہری طاقت بڑھ جاتی ہے - مگر روحانی حالت ردی ہو جاتی ہے - حدیث شریف میں بھی آیا ہے - کہ جو شخص لیلۃ القدر میں کھڑا رہے ایمان کے ساتھ اور ثواب کے حصول کیلئے - اس کے تمام گناہ بخش دئے جاتے ہیں - کچھ وقت کھڑا ہونا مراد ہے - ساری رات نہیں ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلم خواتین کا ارتقاء

اسلام سے قبل عرب میں عورت کی حالت

اسلام سے قبل عرب کی جو حالت تھی۔ وہ تاریخ دانوں سے مخفی نہیں۔ عورت کو مرد کے زبردست ہاتھوں نے نہایت ہی ذلت اور حقارت کے گڑھوں میں دھکیل دیا تھا۔ یہ لوگ اپنے حیوانوں کی پرورش کرنا، اپنے اونٹوں کی خبرگیری کرنا۔ اور ان کی افزائش نسل کی تدابیر سوچنا مفید خلائق سمجھتے تھے۔ لیکن عورتوں کو سانپ اور بچھو سے بھی زیادہ خطرناک، اور اس کی نسل کو تباہ کرنا باعثِ فخر و عزت سمجھتے تھے۔ بیٹیوں کو زندہ درگور کر دینا ہی باعثِ فخر خیال کیا جاتا تھا۔ عورتوں کو وراثت میں حصہ ملنا تو کجا وہ خود مالِ موروثی میں منتقل کی جاتی تھیں۔ باپ کی فوتیدگی پر جس طرح بھیڑ بکریوں کے گلے آپس میں بانٹ لیتے تھے۔ اسی طرح باپ کی عورتیں بھی وراثت میں بیٹوں کو مل جاتی تھیں۔ عورت کا مرد کے سامنے اونچی آواز سے بولنا یا کسی معاملہ میں مشورہ پیش کرنا ایک ناقابل معافی گناہ قرار دیا جاتا تھا۔

یہودیت اور عورت

یہودی مذہب ایک بہت قدیم اور مشہور مذہب ہے۔ اسمیں عورت کو جس نظر سے دیکھا گیا ہے۔ اس کا اندازہ یہودیوں کی اس مشہور دُعا سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ "پاک ہے تو اے رب العالمین جس نے مجھے عورت نہیں بنایا۔"

پھر پرانے عہد نامہ میں حضرت آدم علیہ السلام کو گناہ میں مبتلا کرنے کا موجب عورت کو ہی قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ پیدائش ۳/۱۲ میں لکھا ہے:-

"آدم نے کہا کہ اس عورت (یعنی حوا) نے جسے تو نے میری ساتھی کر دیا۔ مجھے اس درخت سے دیا۔ اور میں نے کھایا۔"

علاوہ ازیں یہودیوں کے مذہب میں عورت کو مذہبی، تمدنی، سیاسی، کوئی حقوق حاصل نہیں۔

عیسائیت اور عورت

عیسائیت میں بھی حضرت حوّا پر حضرت آدم علیہ السلام کو بہکانے کا الزام درست قرار دیا گیا ہے۔ پھر یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں کو نصیحت کی ہے۔ کہ عورت سے کسی قسم کی رازداری کی بات ہرگز نہ کہیں۔ عیسائیت کی رُو سے عورت کسی جائیداد کی مالک نہیں بن سکتی۔ کوئی معاہدہ نہیں کر سکتی۔ عورت خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتی۔ اسے طلاق لینے کا حق حاصل نہیں جب تک زنا ایسے قبیح فعل کی مرتکب نہ ہو۔ انجیلی تعلیم اس بارہ میں حسب ذیل ہے۔

(۱) عورتیں کلیسیا کی مجلس میں نہ بولیں۔ (۱۔کرنتھیوں ۱۴/۳۴)

(۲) عورتیں سر نہ گوندھیں، سنگار نہ کریں، اچھے اور قیمتی کپڑے نہ پہنیں۔ (۱پطرس ۳/۳ و ۱۔تیمتھس ۲/۸ و ۱۰)

(۳) عورتیں خاوند کی کامل مطیع رہیں۔ جیسے کلیسا مسیح کی۔ (افسیوں ۵/۲۲ و ۲۴)

(۴) عورتیں لمبے بال رکھیں۔ بال نہ کٹوائیں (۱۔کرنتھیوں ۱۱/۵ تا ۱۶)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۵) مرد عورت کے لئے نہیں بلکہ عورت مرد کے لئے پیدا ہوئی ہے۔ (۱-کرنتھیوں ۱۱/۹)

لباس لکم وانتم لباس لھن القرآن

(۶) عورت اپنے خاوند ہی سے پڑھے۔ (۱-کرنتھیوں ۱۴/۳۵)

(۷) عورت معلمہ نہ بنے۔ (تیمتھیس ۲/۱۱، ۱۳)

عیسائیت اس بات کی تو دعویدار ہے کہ یسوع مسیح بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ اور ان کی ماں نہایت پاکیزہ تھیں مگر ان کی ہم جنس عورتوں کی کوئی خاص توقیر اور وقعت ان کے بڑے بڑے روحانیت کے دعویداروں کے نزدیک بھی نہ تھی۔

بدھ ازم اور عورت

بدھ ازم ہندوستان کا ایک مشہور مذہب ہے لیکن اس میں بھی عورت کو کوئی خاص درجہ نصیب نہیں۔ خود گوتم بدھ نے جب نجات کے لئے جدوجہد شروع کی۔ تو سب سے پہلے اپنی رفیقۂ حیات سے علیحدگی اختیار کی۔ اگر وہ ازدواجی زندگی کو خدا کے قرب حاصل کرنے میں روک نہ سمجھتے تو ایسا نہ کرتے۔ انہوں نے تجرد کو روحانیت کے حصول کے لئے ضروری سمجھا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا اور ہونا چاہیئے تھا کہ عورت کو روحانیت کے حصول میں روک سمجھا جانے لگا۔ اور اسے ایک حقیر چیز قرار دے دیا گیا۔ بدھ مذہب کی مشہور کتابوں میں عورت کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے۔ اس سے اس بات کا کافی ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"پھر بھکھس نے پوچھا۔ اے مقدس انسان (بدھ) اب بتا عورت کے متعلق کیا حکم ہے اس مرد کے لئے جو نیک بندہ ہونا چاہے۔ تو حضرت گوتم بدھ نے فرمایا۔ عورت کو دیکھنا بھی گناہ عظیم ہے اور ہلاکت کا موجب ہے۔ اور کہ تو اس سے اس طرح اجتناب کر جس طرح پوست کا سفید پھول ارد گرد کے کیچڑ سے مبرا اور صاف رہتا ہے۔ ..... عورت کی خوبصورتی مرد کے خیالات کو ابھارتی ہے۔ اور دل پراگندہ ہو جاتا ہے۔ اور پھر یہ بہتر ہے کہ تو اپنی آنکھوں میں سرخ لوہا پھیر لے اس سے کہ تو عورت کو دیکھے۔ اور بہتر ہے کہ تو بھوکے شیر کے منہ میں چلا جائے بہ نسبت اس کے کہ تو عورت کے ساتھ زندگی بسر کرے۔ ..... اس دنیا کی عورت کھڑے، بیٹھے، سوتے، جاگتے۔ ہر وقت مرد کے قوی دل کو کمزور کرتی رہتی ہے۔ اس کے آنسو اور تبسم دونوں زہر قاتل ہیں۔ پس اپنے نفس کو لگام دے کر رکھو"۔

بظاہر تو یہ تعلیم انسان کو نفس کشی سکھلاتی ہے لیکن دراصل یہ اس پرسکون ازدواجی زندگی پر ایک کاری ضرب ہے جس کے بغیر انسانیت کا قیام ہی ناممکن ہے۔ بدھ ازم کے نزدیک عورت کی ذات ایک خوفناک اور قابلِ صد نفرین چیز ہے۔ اور روحانیت کے حصول میں ایک زبردست روک۔

اسلام اور عورت

ان حالات میں جبکہ تمام مذاہب والے عورتوں کو ایک ذلیل اور حقیر چیز خیال کرتے تھے۔ سرور کائنات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ظہور ہوا۔ اور آپ نے عورتوں کے بارہ میں یہ سنہری تعلیم پیش کی۔ وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ (روم ع ۳) کہ اے لوگو ہم نے عورتوں کو ایک اعلیٰ مقصد کے حصول کے لئے پیدا کیا ہے۔ تاکہ تم ان سے

مل کر تسکین قلب حاصل کرو۔ اور محبت و رحمت کے برتاؤ کے ساتھ اس تعلق کو استوار کر سکو۔

اسی طرح فرمایا۔ خیرکم خیرکم لاھلہ (مشکوٰۃ) کہ تم میں سے سب سے بہتر اور قابلِ عزت وہی ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جا بجا فرمایا۔ کہ اے لوگو جس طرح تمہارے حقوق تمہاری عورتوں پر ہیں۔ اسی طرح تمہاری عورتوں کے بھی تم پر حقوق ہیں۔ اُن کی پوری پوری نگہداشت کرو۔ اُن کے اخراجات کے کفیل رہو۔ اُن کی جائز خواہشات کو ہمیشہ پورا کرتے رہو۔ جب باہر جاؤ۔ تو اُن کے لئے تحائف لے کر آؤ۔ جیسا خود کھاؤ اور پہنو۔ ویسا ہی اُنکو بھی کھلاؤ اور پہناؤ۔ تم ہزار نیک اور لاکھ شریف بنو۔ لیکن اصل شریف وہی ہے۔ جس کا سلوک اپنی بیوی سے شریفانہ ہو۔

پھر فرمایا کہ صرف خود ہی نیک بن جانا کافی خیال مت کرو۔ بلکہ اپنے اہل کو بھی نیک تعلیم دو۔ قوا انفسکم و اھلیکم نارًا۔

تمدن میں بھی اسلام نے عورتوں کو وہی حقوق عطا کئے ہیں جو مردوں کو حاصل ہیں۔ وراثت میں اپنے باپ، بیٹے، اور خاوندوں کے مال کی حقدار بنایا۔ عورت کو اپنے مال کا حقدار اور مالک بنایا۔ شادی کے بعد عورت کے لئے مہر مقرر کیا۔ اور مہر کی یہ غرض ہوتی ہے۔ کہ عورت علیحدہ اپنی جائیداد بنا سکے۔ اور اس کی جائیداد پر مرد کا کسی قسم کا تصرف نہ ہو۔ عورت ہر قسم کا معاہدہ کر سکتی ہے۔ بیع و شرا کے وہی اختیارات عورت کو بھی حاصل ہیں جو مرد کو۔ اس بارہ میں عورت کے اختیارات کو یہاں تک بڑھایا ہے کہ وہ اپنے اموال کو خود رکھ سکتی اور تجارت کے ذریعہ سے بڑھا سکتی ہے۔

رُوحانی اصلاحات

رُوحانیت کے بارہ میں فرمایا کہ اَے عورتو! تمہاری روح کا بھی خدا تعالےٰ کے ساتھ ایسا ہی تعلق ہے جیسا کہ مرد کی روح کا۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ۔ (مومن ع ۵) ایک مومن عورت اعمال صالحہ کی پابندی سے اسی طرح مقرب بارگاہِ الٰہی ہو سکتی ہے۔ جس طرح ایک متقی مرد ہو سکتا ہے۔ پس قرب الٰہی کے حصول کیلئے تم پر بھی علم حاصل کرنا ایسا ہی فرض ہے جیسا کہ مردوں پر۔

اِسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کے بارہ میں ارشاد فرمایا۔ کہ مجھے دنیا کی تین اشیاء سے بہت محبت ہے۔ اور ان میں سے پہلی چیز عورت ہے۔ دُوسری چیز خوشبو۔ اور تیسری چیز جو سب سے زیادہ میری تسکین قلب کا موجب ہے۔ وہ نماز ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عورت کی ذات کو رُوحانیت کے حصول کے لئے روک نہیں سمجھتے تھے بلکہ رُوحانیت کے حصول کے لئے اس کو ضروری خیال فرماتے تھے۔ اسی طرح علم سیکھنے اور سکھلانے کے بارہ میں فرمایا کہ طلب العلم فریضۃٌ علٰی کُلِّ مُسلمٍ و مُسلمۃٍ (مشکوٰۃ) اطلبوا العلم ولو کان بالصین۔ یعنی اے عورتو تم پر لازم ہے کہ جہالت کی تاریکی سے نکلو۔ اور اپنے دل و دماغ کو علمی روشنی سے منور کرو۔ اور مردوں کو ہدایت کی۔ کہ اے لوگو۔ تم اپنے اہل و عیال کیلئے مثل ایک چرواہے کے ہو۔ اور تم سے اس بارہ میں پُوچھا جائے گا۔ باپوں کو بیٹیوں کی تعلیم و

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تربیت کے متعلق اس طرح متوجہ کیا کہ فرمایا جسکی دو بیٹیاں ہوں۔ اور وہ اُن کی تعلیم و تربیت پر اسی طرح خرچ کرے۔ جس طرح بیٹوں پر کرتا ہے۔ تو وہ بہت بڑے اجر کا مستحق ہوگا"

اسلام نے عورتوں کو کیا سے کیا بنا دیا

بس اس رُوحانی باپ نے عورت کی عزت قائم کرنے کیلئے اُسے رُوحانی ترقی کی طرف توجہ دلائی۔ اور اپنی ذات میں ایسی صفات پیدا کرنے کی تاکید فرمائی۔ جن سے وہ خود اپنی باعزت پوزیشن برقرار رکھ سکے۔ چنانچہ اس زمانہ کی مستورات نے اس خیرخواہ حقیقی کے احکام پر پُورے طور پر عمل درآمد کیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں اپنے اندر ایسا بے مثال تغیر پیدا کر لیا جس نے دنیا کو محوِ حیرت بنا دیا۔ وہی عورت جو دنیا میں حقیر و ذلیل خیال کی جاتی تھی۔ دنیا کی نظروں میں معزز و محترم ہوگئی۔ وہی عورت جسے زمانہ نے ناقص العقل کا خطاب دے رکھا تھا۔ جس کی ہستی حیوانات سے بھی ادنیٰ مانی جاتی تھی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اسے یہ درجہ حاصل ہوگیا۔ کہ علامہ سیوطیؒ اور خطیب بغدادی جیسے نامور علماء نے بعض عورتوں کی شاگردی کو قابلِ فخر سمجھا۔ اور مسلمان عورتوں کے علم و کمال کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجنے لگا۔ آج آپ دُنیائے اسلام کی کسی تاریخ کو اُٹھا کر دیکھ لیجئے چاہے وہ عراق و شام کی ہو۔ یا مصر و اسپین کی۔ سمرقند و بخارا کی ہو۔ یا ایران و ہندوستان کی۔ ہزارہا ایسی صاحب فضل و کمال عورتوں کے تذکرے موجود ہونگے۔ اور جب تک دُنیا قائم ہے اُن متبرک ہستیوں کے نام تاریخ عالم میں ستاروں کی مانند درخشندہ نظر آئینگے ٭ (آمنہ خاتون بنگالی دینیات درجہ ثالثہ)

اخلاقی اور رُوحانی مشعلیں

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال

(۱) مَیں نے تیس ۳۰ برس تک خداتعالیٰ کو تلاش کیا۔ لیکن بالآخر میں نے اُسے طالب اور اپنے آپکو اُس کا مطلوب پایا۔ (۲) جو قرآن کی تلاوت نہیں کرتا۔ اپنے بھائیوں کے جنازے پر حاضر نہیں ہوتا۔ بیماروں کی عیادت نہیں کرتا۔ اور یتیموں اور مسکینوں کی دلجوئی نہیں کرتا۔ وہ کبھی خداتعالےٰ کا قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ (۳) خداتعالیٰ کے دوستوں میں تین خصلتیں ہوتی ہیں۔ سخاوت[1] مثل دریا کے، شفقت[2] مثل آفتاب کے، اور تواضع مثل زمین کے۔ (۴) جب تم پر کوئی کسی قسم کا احسان کرے تو پہلے خدا کا شکر کرو۔ کہ اُسکا دل اُس نے تم پر مہربان کیا۔ اور پھر اُس پر اپنی ممنونیت کا اظہار کرو ٭

حضرت امام جعفر صادقؒ کے اقوال

(۱) جس گناہ کے ابتدا میں خوف اور آخر میں توبہ ہو وہ بندے کو خدا کے نزدیک کرتا ہے ٭ (۲) جس عبادت میں خود بینی اور خود رائی ہو۔ وہ بندے کو خدا سے دُور کرتی ہے ٭ (۳) پانچ شخصوں کی صحبت اور دوستی سے پرہیز کرو۔ جھوٹ[1] بولنے والا کہ تم ہمیشہ اسکی وجہ سے دھوکے میں ہوگے احمق[2]۔ ہرچند کہ وہ تمہارا نفع چاہے گا لیکن تمہیں نقصان ہی پہنچائیگا۔ بخیل[3]۔ کہ تیرے اچھے اوقات کو برباد کرے گا۔ ڈرپوک[4]۔ کہ ضرورت کے وقت تجھکو تباہی میں چھوڑ دے گا۔ فاسق[5]۔ کہ تجھکو ایک نوالے پر بیچ ڈالے گا۔ بلکہ طمع کی وجہ سے اس سے بھی کم پر تجھکو آفت میں ڈالیگا ٭ (شہزادی ایم مالک تسنیم امین)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قصرِ نبوّت کی آخری اینٹ

اللہ تعالیٰ کی سُنت ہے کہ وہ دُنیا کو ہدایت دینے والے رہنماؤں اور نیکی کیطرف بلانیوالے پیغمبروں سے محروم نہیں رکھتا۔ کیونکہ اُس نے نہ چاہا کہ اس کے بندے گمراہ ہوں۔ دشتِ ضلالت میں بھٹکتے پھریں اور انہیں رہنمائی کرنے والا کوئی نہ ہو۔ جس طرح رات کے بعد دن آتا ہے۔ اور تاریکی کے بعد نور کا ظہور ہوتا ہے اسی طرح گمراہی کے دَور کے بعد ہدایت کا دور آتا ہے۔ جب تک آدم کی نسل موجود ہے۔ اور جب تک انسانوں کو خدا تک پہنچنے کے لئے کسی ہادی کی ضرورت ہے۔ انبیاء اور رسولوں کا سلسلہ بند نہیں ہو سکتا۔ پیاس بجھانے کیلئے خدا تعالیٰ نے پانی بنایا ہے۔ اور بھوک کے دُور کرنے کے لئے اُس نے اناج غلّے پھل اور سبزیاں پیدا کی ہیں۔ جب اس نے ہر ضرورت کو پُورا کرنے کے سامان پیدا کئے ہیں۔ تو یہ کیونکر مانا جا سکتا ہے کہ انسانوں کی گمراہی کا کوئی علاج اس نے مقرر نہیں فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب دعویٰ نبوّت فرمایا۔ تو مسلمانوں کی طرف سے سب سے بڑا سوال یہ اٹھایا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ چنانچہ اس اعتراض کی تائید میں جو دلائل ان کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک وہ حدیث بھی ہے۔ جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری اور مجھ سے پہلے نبیوں کی مثال ایک محل کی سی ہے۔ جس میں مختلف اینٹیں لگائی گئی ہوں اور ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہو۔ اور اس کے اِرد گرد گھومنے والے لوگ تعجب سے دریافت کرتے ہوں کہ یہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں خالی چھوڑی گئی ہے۔ اسی سلسلہ میں حضورؐ نے فرمایا۔ کہ وہ اینٹ جس کے بغیر وہ عظیم الشان قصر ناتمام تھا میں ہوں۔ کیوں میں خاتم النبیینؐ ہوں۔

اس حدیث کو پیش کر کے غیر احمدی کہا کرتے ہیں کہ جب محل مکمل ہو چکا۔ اور سب اینٹیں اپنی اپنی جگہ لگ چکیں تو اب نئی اینٹ کہاں لگے گی۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ شریعت کا محل مکمل ہو چکا۔ وہ عمارت جسکی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام سے رکھی گئی۔ اور تدریجاً ترقی کرتی گئی۔ اس کو اسلامی شریعت نے آکر پُورا کر دیا۔ تورات ہمیں آنے والے صاحب شریعت کا انتظار کراتی ہے انجیل میں حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی اپنے بعد آنے والے صاحب شریعت نبی کی باتوں کو سُننے اور ماننے کی نصیحت کی ہے۔ لیکن قرآن مجید نے الیوم اکملت لکم دینکم نیز انا نحن نزلنا الذکر و انا لہٗ لحافظون فرما کر اعلان کر دیا۔ کہ قرآنی شریعت ہمیشہ کے لئے مکمل اور محفوظ ہے۔ اس کے بعد کوئی نئی شریعت اور شارع نبی نہیں آسکتا۔ پس ہمارے نزدیک اس حدیث کا مطلب شریعت والے نبیوں کے نہ آنے کا اعلان ہے۔ ورنہ اگر اسے عام رکھا جائے۔ تو یہ غیر احمدیوں کے عقیدہ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلاف ہے۔ کیونکہ وہ بہرحال ایک نبی کے آنے کے منتظر ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اُترنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار اس حدیث کی بناء پر جائز ہے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا انکار بھی ضروری ہوگا۔ اور جس طرح یہ کہنا مناسب ہوگا کہ نئی اینٹ کہاں لگے گی۔ اسی طرح یہ بھی سوال ہو سکیگا کہ پُرانی لگی ہوئی اینٹ کا اکھاڑنا اور محل کو بدنما کرنا کس غرض سے ہے۔ اگر محل کی اینٹوں کے پُورا ہو جانے کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام آ سکتے ہیں۔ حالانکہ وہ اللہ تعالےٰ کے نبی ہیں۔ تو یقیناً امت محمدیہ کے کسی فرد کا مقام نبوت پر سرفراز ہونا بھی جائز ماننا پڑے گا۔ حدیث شریف کے الفاظ مثلی و مثل الانبیاء من قبلی خود دلالت کر رہے ہیں کہ آیندہ نبی آ سکتے ہیں۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے صاف فرمادیا ہے کہ یہ مثال میری اور مجھ سے پہلے نبیوں کی ہے۔ اگر آیندہ کوئی نبی آنا ہی نہ تھا۔ تو من قبلی فرمانے کی کیا ضرورت تھی۔

اصل بات یہ ہے کہ پہلی کتابوں میں ایک پیشگوئی تھی جسکو حضرت مسیح علیہ السلام نے انجیل میں انگوری باغ کی تمثیل سے بیان کیا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ آنیوالا نبی پہلے تمام انبیاء کے لئے بمنزلہ کونے کے پتھر کے ہوگا۔ یعنی اس کے بغیر تمام نبیوں کی شان ناقص اور ادھوری نظر آئے گی۔ بیشک حضرت آدم حضرت نوح۔ حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ اور حضرت عیسےٰ علیہم السلام خدا کے برگزیدہ نبی ہیں۔ لیکن حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بغیر ان پہلے نبیوں کی شان ظاہر نہیں ہو سکتی۔ وہ ایک ادھوری عمارت سے مشابہت رکھتے ہیں۔ اور ایک نا تمام محل کی مانند ہیں۔ کیونکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب نبیوں کے سردار اور ان کے لئے باعث فخر ہیں۔ اس لئے الٰہی کتابوں میں آپکو کونے کا پتھر قرار دیا گیا۔ اور بیت اللہ میں حجر اسود کا وجود بھی رمز کے طور پر اسی پیشگوئی کو ظاہر کر رہا ہے۔ غرض اس حدیث میں آیندہ غیر تشریعی نبیوں کے نہ آنے کا کوئی ذکر نہیں۔ البتہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے افضل الانبیاء ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ نیز پہلے نبیوں کی پیشگوئی کے پُورا ہونے کا اظہار مقصود ہے۔

(خاکسار امۃ اللہ بیگم دینیات درجہ ثانیہ قادیان)

مفید اقوال

۱۔ خدا تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین اور اسکی معرفت ہی گناہ سے بچنے کا واحد ذریعہ ہے۔ (۲) گناہ ایک میٹھا زہر ہے جس کا تریاق توبہ و استغفار ہے۔ (۳) شرم و حیا عورت کا فطرتی زیور ہے۔ (۴) خود داری اور وقار کو قائم رکھنا آدمی کی عزّت کو بڑھاتا ہے۔ (۵) ایمان اور عزّت و عصمت کے بدلے اگر جان قربان کرنی پڑے تو فخر کا باعث ہے۔ (۶) بُری صحبت بیماری کے جراثیم کی طرح مہلک ہے۔ اس سے ہر وقت بچنا چاہیئے۔ (۷) اپنے آپ کو ہر ایک سے حقیر خیال کرو۔ تاکہ تمہارے دل میں عُجب پیدا نہ ہو۔ (۸) دوسروں کی تحقیر و تذلیل کرنا کبر و غرور میں داخل ہے۔ (۹) کسی کی کمزوری پر مت ہنسو۔ تعجب نہیں۔ کہ تم خود ہی اس میں مُبتلا ہو جاؤ۔

(سیدہ جماعت ہشتم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

جب خدائے ذوالجلال نے ارادہ فرمایا کہ بنی نوع انسان کی بہبودی کے لئے اپنی کامل شریعت کو دنیا میں رائج کرے۔ ایسی کامل شریعت جو تمام حالات زندگی پر حاوی ہو۔ اور ہر معاملہ میں خواہ وہ تمدنی ہو یا اقتصادی۔ سیاسی ہو یا مذہبی۔ مشعلِ راہ کا کام دے۔ تو اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اس کامل شریعت کے قیام اور اس کو دستور العمل بنانے کے لئے ایک ایسی حکومت کا قائم کرنا بھی لازمی تھا۔ جو اس واجب العمل شریعت کے احکام کو رائج کرے۔ اور اس کے نظام کو چلائے۔ اس آسمانی بادشاہت کے قیام کے لئے خدا تعالےٰ سلطنت روم میں سے کسی بااثر اور ذی وجاہت شخص کو منتخب کر سکتا تھا۔ کیونکہ بوجہ اپنی عظیم الشان شان وشکوہ اور عدیم النظیر نظم ونسق کے دنیوی نقطۂ نگاہ سے وہ اس بادشاہت کے قیام کے لئے موزون ترین تھی۔ اور لوگوں کا کسی ایسے شخص کے گرد جمع ہونا جو ایسی شاندار سلطنت میں ممتاز حیثیت رکھتا ہو۔ بالکل سہل اور آسان تھا۔ پھر اس سے اتر کر ایران کا مردم خیز خطّہ بھی ایک بادشاہت قائم کرنے کے لئے اپنی طاقت اور جبروت اور نظام حکومت کی وجہ سے بہت سی سہولتیں بہم پہنچا سکتا تھا۔ اور اس کے کسی معزز فرد کے ذریعہ قائم کیا ہؤا نظام نہایت آسانی سے بسرعت فروغ پا سکتا تھا۔ لیکن قادر مطلق ہستی کو اپنی قدرت کا اظہار مقصود تھا۔ اسلئے اس نے اپنی عظیم المرتبت بادشاہت قائم کرنے کے لئے نہ قیصر وکسریٰ اور ان کی منظم اور باضابطہ حکومتوں کو چُنا اور نہ ان کے علاوہ کسی اور منظم وترقی یافتہ نظام کو یہ شرف بخشا۔ بلکہ اس نے عرب کی بے آب وگیاہ اور سنگلاخ زمین کو چُنا۔ جہاں کے باشندے حاکم بننا تو درکنار محکوم بننے کی بھی صلاحیت نہ رکھتے تھے۔ پھر ان غیر منظم اور اُجڈ عربوں میں سے بھی اس نے کسی ذی اثر رئیس یا صاحب شکوہ دولتمند کو اپنی بادشاہت کے لئے نہ چُنا۔ بلکہ اسکی نظر انتخاب ایک یتیم اور بے کس خلوت پسند شخص پر پڑی جن کا نام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور تمام لوگوں کو یہ کہنے کے لئے کہا۔ کہ یا ایُّھا الناس انی رسُول اللہ الیکم جمیعًا۔ الذی لہٗ ملک السمٰوٰت والارض۔ کہ اے لوگو! میں اس خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ جس کے قبضۂ قدرت میں زمین وآسمان کی حکومت ہے۔ اور وہ جسے چاہتا ہے سونپتا ہے۔ آپؐ نے انتہائی کس مپرسی اور بے سروسامانی کی حالت میں اعلان فرمایا کہ اعطیت مفاتیح خزائن الارض۔ یعنی خدا تعالیٰ نے مجھے ایک عظیم الشان سلطنت کے قیام کے لئے بھیجا ہے۔ اور عنقریب تمام بڑی بڑی حکومتوں کے خزائن میرے ماننے والوں کے قبضہ تصرف میں آجائیں گے۔ گرد وپیش کے ظاہری حالات کے پیشِ نظر یہ دعویٰ ایک مجنونانہ بڑ سے زیادہ وقعت نہ رکھتا تھا۔ لیکن دُنیا نے دیکھ لیا۔ کہ اس قادر ذوالجلال نے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ اس ناممکن بات کو ممکن کر دکھایا اور اسی انسان کے ذریعہ جو بے سروسامان تھا۔ جس کی قوم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

متفرق، غیر منظم اور غیر تہذیب یافتہ تھی۔ ایک عظیم الشان سلطنت قائم کی جس کے سیل عظیم کے سامنے تمام بڑی بڑی سلطنتیں آناً فاناً بہہ گئیں۔ اور تمام مہذب و معلوم دُنیا پر اسلام کا پرچم سیادت لہرانے لگا۔ یہ سب کچھ اس لئے ہؤا۔ تا لوگ خدا تعالےٰ کی قدرت کا مشاہدہ کریں۔

(۲)

اس قدرت نمائی پر ہزار سال سے زیادہ گزر گیا۔ اس مدت مدید میں کئی تہذیبیں بنیں اور بگڑیں۔ یہانتک کہ مشرق کے علوم اور اس کی برتری اور فوقیت کا دیوالہ نکل گیا۔ تمام ترقیات اور علوم کے خزانوں پر مغرب نے قبضہ جما لیا۔ اور اس تہذیب نو کے زمانہ میں علمی دوڑ میں حصہ لینے لگیں۔ تب پھر خدا تعالےٰ نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھانے کے لئے ان تمام باتوں کو نظر انداز کر دیا۔ جو علمی مقابلہ میں ضروری سمجھی جاتی تھیں۔ اور اس اہم مقصد کے لئے حضرت میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود کو منتخب کیا آپ قادیان کی چھوٹی سی بستی میں پیدا ہوئے۔ جو ان تمام دلکشی کے سامانوں سے معرا تھی جو بڑے بڑے شہروں کو حاصل تھے۔ آپ کسی مغربی یونیورسٹی یا مغربی طرز کی مشرقی یونیورسٹی کے سند یافتہ نہ تھے۔ پھر آپ ایسی قوم میں پیدا ہوئے۔ جو اپنے ملک میں علمی دوڑ میں سب سے پیچھے تھی۔ گویا آپ ایسی قوم میں پیدا ہوئے جو اپنا علمی وقار بالکل کھو چکی تھی۔ اس بے سروسامانی اور ذرائع کے فقدان کے باعث ہر چہار اطراف سے لوگوں نے کہنا شروع کیا۔ کہ یہ شخص کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتا۔ کیونکہ کامیابی کا کوئی راستہ اس کے لئے کھلا نہیں تب اس پروردگار نے فرمایا۔ اِنّی مع الرّسول اقوم۔ اگرچہ اس کے پاس ذرائع کامیابی نہیں۔ لیکن مَیں اس کی پشت پناہی کرونگا۔ اور ہر میدان میں اسے کامیابی و کامرانی عطا کروں گا۔

تب لوگوں نے سمجھا کہ یہ شخص ایسی باتیں پیش کرتا ہے جو مغربی فلسفہ کے مخالف ہیں۔ اس لئے اس کی باتوں پر کون کان دھریگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مخاطب کرکے فرمایا۔ اعطیك ما یدوم۔ کہ مَیں تجھے وہ شہرت دُونگا۔ جو ہمیشہ قائم رہے گی۔ چنانچہ باوجود سخت مخالفت کے خدا تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ نبی کو علمی میدان میں سر بلند کیا۔ اور آپؑ کے سلسلہ کو اُس نے روز افزوں ترقی دی۔ یہاں تک کہ آج دُنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں احمدیت کا نور جلوہ گر نہ ہو۔ بالخصوص خلافتِ ثانیہ میں سلسلہ احمدیہ کو جو ترقی حاصل ہُوئی۔ وہ حیرت انگیز ہے۔

اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے کہ وہ احمدیت کو تمام دنیا میں پھیلائے۔ اور ہر اسود و احمر کو احمدیت کے جھنڈے تلے جمع کرے۔

(اے آر زہرا بنت مرزا برکت علی صاحب قادیان)

اُونی دستکاری

کسی بہن نے اونی کام کی کتاب کا پتہ دریافت کیا ہے۔ سو ان کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ ایک کتاب دفتر عصمت دہلی سے ڈیڑھ روپیہ قیمت میں ملتی ہے۔ مگر اس سے زیادہ مفید اور عمدہ نمونوں والی "اونی دستکاری" نام سے ایک کتاب حال ہی میں لاہور سے شایع ہوئی ہے۔ اسکی قیمت صرف ایک روپیہ ہے۔ مندرجہ ذیل پتہ سے طلب فرمائیں:۔

مینجر دی انڈین نیڈل آرٹ اینڈ انڈسٹری ہاؤس۔ اللہ یار سٹریٹ برانڈرتھ روڈ لاہور۔

مسز ڈاکٹر عبد العزیز صاحب اخوند مہر کی

(سندھ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رُوحانی قوتوں کو نشوونما دینے کا طریق

ہمارے ملک میں اوّل تو عورتیں اخلاق کی حقیقت سے آگاہ نہیں۔ پھر وہ اس امر سے ناآشنا ہیں کہ اخلاق رُوحانیت کا پہلا زینہ ہیں۔ اور جو شخص اس زینہ پر قدم نہیں رکھتا وہ رُوحانیت کے حصول میں بھی ناکام رہتا ہے۔ مثلاً اخلاق میں سے ایک خلق محبت ہے۔ جو شخص بنی نوع انسان سے محبت رکھتا ہے۔ اس کے متعلق یہ امید کی جا سکتی ہے کہ وہ خدا سے بھی محبت کرے۔ مگر جو شخص لوگوں کے ساتھ محبت سے پیش نہیں آتا۔ اُس کے دل میں خدا تعالےٰ کی محبت بھی نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ سچی بات یہ ہے کہ خدا ہی محبت کے قابل ہے۔ مَیں جانتی ہوں۔ کہ بہت سی بہنیں کہہ دیں گی۔ کہ ہاں ہم کو خدا سے محبت ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ ہم نمازیں پڑھتی ہیں۔ زکوٰۃ دیتی ہیں۔ روزے رکھتی ہیں۔ استطاعت ہو تو حج کرتی ہیں۔ مگر مَیں کہتی ہوں کہ یہ محبت نہیں۔ یہ تو تعمیل حکم ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ فرمانبرداری اور چیز ہے اور محبت اور چیز۔ ایک عورت جو اپنے ظالم خاوند کے ماتحت ہے۔ اس کی باتیں تو مانتی ہے۔ لیکن کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ اس کو اس سے محبت ہے۔ پس باتیں مان لینا محبت کا نام نہیں۔ جس سے تم محبت کرتی ہو۔ اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ اس کے لئے دل میں تڑپ ہوتی ہے۔ کہ وہ آنکھ سے اوجھل نہ ہو۔ پس ایک عورت اگر اس لئے نماز پڑھتی ہے کہ جہنم میں نہ ڈالی جاؤں۔ تو وہ خدا سے محبت نہیں کرتی۔ بلکہ خدا کو نعوذ باللہ ہوّا اور جابر بادشاہ سمجھتی ہے۔ پس خالی اطاعت محبت پر دلالت نہیں کرتی۔ محبت دل کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔

پس اپنے دلوں کو ٹٹولو۔ کیونکہ تم میں سے ایک بھی نہیں جو کسی سے محبت نہ کرتی ہو۔ باپ، بھائی، بیٹا، خاوند، بہن، ماں، باپ، وطن، ملک کے لوگ، دولت۔ غرض کوئی نہ کوئی چیز ہر ایک کو پیاری ہوتی ہے۔ پس جب ہر ایک جانتی ہے کہ محبت کیا چیز ہے۔ تو وہ غور کرے۔ کہ کیا وہ خدا سے ویسی ہی محبت رکھتی ہے جس کا بچہ گم ہو جائے۔ اُس کا دل گھٹنے لگتا ہے۔ تو کیا یہی کیفیت خدا کے متعلق ہے۔ اگر یہی کیفیت ہے۔ تو سمجھ لو کہ خدا سے محبت ہے۔ مگر یاد رکھو کہ خدا اسپر بھی خوش نہیں ہوتا۔ بلکہ جب تک تمہاری اولاد۔ ماں۔ باپ۔ اور دوسری تمام چیزوں سے بڑھ کر تمہیں خدا پیارا نہ ہو۔ اُس وقت تک ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔

احادیث میں آتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ یا رسُول اللہ مجھے آپ سے اس قدر محبت ہے۔ جتنی اپنی جان سے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک اپنی جان سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہ ہو۔ انسان کا ایمان کامل نہیں ہوتا۔ یہ سنکر حضرت عمرؓ نے کہا۔ یا رسُول اللہ اب مجھے آپؐ اپنی جان سے بھی بڑھ کر پیارے ہیں۔

غرض جب تک خدا تعالیٰ کے ساتھ اس قدر محبت نہ ہو کہ ہر پیاری سے پیاری چیز اس کی راہ میں قربان کرنی آسان دکھائی دے۔ اس وقت تک ایمان کامل نہیں ہو سکتا +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دُوسرا خلق حسن ظنی ہے۔ یہ خلق بھی ایسا ہے کہ جیسے انسان کا یہ فرض ہے کہ کسی دوسرے بھائی کے متعلق بدظن نہ ہو۔ اسی طرح اس کا فرض ہے کہ خدا سے بھی بدظن نہ ہو۔ خدا سے بدظنی کرنے کا یہ مطلب ہے کہ خدا کے متعلق یہ کہا جائے کہ نعوذ باللہ اُس نے ہمارے ساتھ فلاں معاملہ اچھا نہیں کیا۔ اور خدا پر حُسن ظنی کا یہ مطلب ہے کہ یہ یقین رکھا جائے کہ وہ ہمارے ساتھ جو معاملہ کرتا ہے۔ اچھا کرتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ انا عند ظن عبدی بی یعنی میرا بندہ جس قسم کا گمان کرتا ہے۔ مَیں اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرتا ہوں۔ اگر بندے نے یہ گمان کیا کہ خدا نے اس کو ہلاک کر دیا۔ تو وہ ہلاک ہو گیا۔

تیسرا خلق احسان ہے۔ جو شخص کسی کے احسان کی قدر نہ کرے۔ وہ بُرا سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کو احسان فراموش خیال کیا جاتا ہے۔ مگر کیسی عجیب بات ہے کہ خدا کے لاانتہا احسانات کے ہوتے ہوئے انسان ان کو بھول جاتے ہیں اپنی تو یہ حالت ہے کہ اگر ایک پیسہ بھی کسی کو دیں۔ تو اس سے یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ ہمیشہ اس کو یاد رکھے۔ مگر خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں ہم اس بات کو بھول جاتے ہیں۔ پس یاد رکھنا چاہیئے کہ احسان شناسی بڑا اعلیٰ درجہ کا وصف ہے۔ انسان جس ہاتھ سے ہمیشہ میٹھی چیزیں کھاتا ہے۔ اگر اسی ہاتھ سے کبھی کڑوی چیز کھالے۔ تو بُرا نہ منائے۔ یہ احسان کا ایک درجہ ہے۔ اور اس کو صبر کہتے ہیں۔ دوسرا درجہ شکر ہے کہ مصیبت کے وقت اس کے احسانات کو یاد کرے۔ حضرت خلیفہ اول کا واقعہ ہے۔ آپؓ فرمایا کرتے تھے۔ میرا ایک بچہ تھا۔ اُس نے کہا۔ میرے لئے گاڑی لا دیں۔ حضور اس وقت جموں میں تھے۔ اور آپؓ کے حکم سے ہر ایک چیز مہیا ہو جاتی تھی۔ آپؓ فرماتے تھے۔ مَیں باہر نکل کر کہہ ہی رہا تھا۔ کہ فوراً گاڑی لاؤ۔ کہ مجھے اندر سے خبر آئی۔ کہ وہ بچہ مر گیا ہے۔ اب غور کرو۔ آپؓ کو کس قدر صدمہ ہُوا ہو گا۔ آپؓ خود فرماتے ہیں۔ جب مَیں نماز کے لئے کھڑا ہُوا۔ تو الحمد للہ کہنے کو جی نہ چاہا۔ آخر دل میں یہ آیت گذری۔ کہ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ۔ یعنی اگر تم شکر کرو گے۔ تو مَیں اپنی نعمتیں تم پر زیادہ نازل کرونگا اس خیال کے آتے ہی آپؓ نے زور سے الحمد للہ رب العالمین کہا۔ تو مصیبت کے وقت خدا تعالیٰ کے احسانات کو یاد کرو۔ اور کبھی ایسے الفاظ اپنی زبان سے نہ نکالو۔ جو خدا تعالےٰ کی شان کے خلاف ہوں +

(نصیرہ نزہت دینیات درجہ ثانیہ)

غالباً آپکو معلوم نہیں؟

کہ

شیکسپیئر بچپن میں اُون صاف کیا کرتا تھا لیکن قسمت نے اُسے شہرت کے چرخ چہارم پر جا پہنچایا۔

ہومر بھکاری تھا۔ لیکن اب یورپ کا اوّلین شاعر تسلیم کیا جاتا ہے۔

کولمبس۔ جولاہے کا لڑکا تھا۔ امریکہ دریافت کرنے کیلئے دنیا اسکی ممنون ہے۔

جارج واشنگٹن۔ ایک بھوکے کسان کا لڑکا تھا۔ لیکن آج اُمریکہ کی آزادی کا باپ "کے نام سے مشہور ہے۔

سیندھیا۔ جوتا اٹھا کر چلنے کا کام کرتا تھا۔ لیکن اس نے گوالیار کے شاہی خاندان کی بُنیاد رکھی۔

سقراط ایک معمار کا لڑکا تھا۔ لیکن فلاسفروں کی مجلس کا صدر تسلیم کیا گیا + (ماخوذ)　مرسلہ امتہ السلام قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ختم نبوّت کا صحیح مفہوم

جماعت احمدیہ اور عام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ لفظ خاتم النبیّین آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے لئے مقام مدح میں آیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف فرمائی ہے۔ اگر اس کا یہ مفہوم لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے بعد نبوت جیسی نعمت سے دنیا کو محروم کر دیا۔ اور آئندہ باوجود اشد ضرورت کے انسانوں کو اس نعمت سے محروم رکھا جائے گا۔ تو نعوذ باللہ آپؐ کے وجود باجود پر زد پڑے گی۔ نیز ان معنوں سے یہ آپؐ کی کوئی تعریف نہیں ہوگی۔ کیونکہ انعام کو بند کرنا یا سب کے آخر آنا کوئی قابلِ فخر بات نہیں ہوتی۔ کیا بہادر شاہ اس واسطے سب شاہانِ تیموریہ سے بڑا سمجھا جائیگا۔ کہ وہ آخری بادشاہ تھا۔ یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ بنی اسرائیل میں سے آخری نبی تھے۔ تو کیا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہو گئے؟ پھر قرآن کریم کا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے بڑھ کر علم رکھنے والا اور کون ہو سکتا ہے۔ آپؐ خاتم النبیین کا جو کچھ مفہوم سمجھتے تھے۔ اس کا پتہ اس سے لگ سکتا ہے کہ آپؐ کا صاحبزادہ ابراہیم جب وفات پا گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ لو عاش لکان صدیقا نبیا۔ اگر یہ زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ ارشاد صاف بتلا رہا ہے کہ خاتم النبیین سے حضورؐ کا مطلب وہ نہ تھا۔ جو آجکل کے لوگ سمجھے ہوئے ہیں۔ اگر یہی مطلب ہوتا۔ تو حضورؐ یہ فرماتے۔ کہ اگر یہ زندہ رہتا تو بھی نبی نہ ہوتا۔ کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں آپؐ فرماتے ہیں۔ کہ میں فقراء المومنین کے ساتھ سب سے پہلے جنّت میں جاؤنگا۔ اور میں پہلے اور اپنے بعد آنیوالے نبیوں کا سردار ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم صرف یہ ہے کہ جو کمالات حضرت آدم حضرت نوح۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت موسیٰ۔ حضرت عیسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام میں منفردانہ طور پر پائے جاتے تھے اُن تمام کمالات کو انتہائی ترقی کے ساتھ آپؐ نے اپنے اندر جمع کر لیا انہی معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

یعنی ان میں جو بھی خوبیاں تھیں۔ وہ سب آپؐ نے اپنے اندر جمع کر لیں۔ اور اتنی ترقی کی کہ اس سے زیادہ ترقی کرنا اب کسی کا کام نہیں۔

اسی طرح مولوی محمدؐ قاسم صاحب نانوتوی نے مولینا شاہ عبدالعزیز صاحب کو خاتم المحدثین والمفسرین کا خطاب دیا ہے تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اب کوئی مفسر اور محدث نہ ہوگا۔ اصل بات یہ ہے کہ خاتم کا لفظ جب کسی قوم کی طرف مضاف ہو۔ جیسا کہ اس جگہ ہے۔ تو اس کے معنے بند کرنیوالا نہیں ہوا کرتے۔ اگر کسی کا دعویٰ ہو۔ تو کوئی ایک نظیر ہی پیش کرے۔ بلکہ عربی زبان میں اس کے معنے اس قوم کا اعلیٰ فرد کے ہوا کرتے ہیں۔ نیز آنیوالے مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلم کی حدیث میں چار دفعہ نبی اللہ کہکر پکارا ہے۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عام مسلمانوں کے خیال میں بھی جس عیسیٰ نے آنا ہے وہ آیت وجعلنی نبیاً کے ماتحت نبی ہی ہونگے۔ اور جو کہے کہ وہ نبی نہ ہونگے۔ وہ بقول مُلّا علی قاریؒ اور امام سیوطیؒ کافر ہیں۔ (حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۶) پس بہرصورت خاتم النبیین کا وہ مفہوم درست نہیں۔ جو آجکل کے علماء سمجھے بیٹھے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(زبیدہ شفقت سیکنڈ ایر)

عجائباتِ عالم

اکیورم

مجھے گذشتہ سال تعطیلات موسم گرما میں مدراس جانیکا اتفاق ہوا۔ جہاں کئی مشہور مقامات دیکھے۔ انہی مقامات میں سے ایک "اکیورم" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں تمام قسم کی مچھلیوں کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ اور اس خوبصورتی سے انہیں دکھایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت یاد آتی ہے۔

ایک صبح ہم سب لوگ کار پر سوار ہو کر اکیورم پہنچے کار سڑک پر رک گئی۔ اور ہمیں ایک چھوٹی سی سفید عمارت نظر آنے لگی۔ اُس عمارت کے ساتھ ہی ایک خوبصورت ہوٹل تھا۔ جہاں ہر قسم کا عمدہ کھانا چائے۔ پھل اور لیمونیڈ وغیرہ بآسانی دستیاب ہو جاتا ہے۔ ہم نے کار سے اُتر کر سیدھے اُس چھوٹی سی سفید عمارت کا رُخ کیا۔ چونکہ داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک نے ایک آنہ فی کس کے حساب سے ٹکٹ خریدا۔ اور اندر گئے۔ سب سے پہلے ایک بہت بڑے کمرہ میں داخل ہوئے۔ جس کے درمیان ایک چھوٹا سا تالاب بنا ہوا تھا۔ اور جس میں چھوٹی چھوٹی رنگ برنگ کی خوبصورت مچھلیاں تیر رہی تھیں۔ اس تالاب کے پاس ہی ایک شیشے کی الماری کھڑی تھی۔ اس میں آدھے سے زیادہ پانی بھرا ہوا تھا۔ جب ہم نے اسے دیکھا۔ تو اسکی تہ میں سے دو مچھلیاں اُبھریں۔ جو کہ بالکل سفید بلب کی طرح تھیں۔ اور گول تھیں۔ اس کے بعد ایک اور الماری میں چند مچھلیاں تھیں۔ جو کہ بالکل سانپوں سے مشابہ تھیں۔ ایک اور قریب کی الماری میں ایک ایسی مچھلی دیکھی جس کی صفت یہ سُنی گئی کہ اِس مچھلی کو ہاتھ لگانے سے برقی تار کی طرح کرنٹ لگتا ہے مگر اُس وقت چونکہ تالا لگا ہوا تھا۔ اس لئے ہم یہ بات آزما نہ سکے۔ اس کے بعد جب ہم نے دیواروں پر نظر ڈالی۔ تو تمام کی تمام دیواریں شیشے کی نظر آئیں۔ دراصل یہ شیشے کی دیواریں دیواروں سے دو دو گز کے فاصلے پر بنی ہوئی تھیں۔ اور ان کے اندر پانی بھرا ہوا تھا۔ اُس پانی میں مچھلیاں اس طرح تیرتی پھرتی ہیں گویا وہ سمندر میں تیر رہی ہیں۔ یہ پانی ایک دفعہ ہی نہیں بھرا جاتا۔ بلکہ کلوں کے ذریعہ سمندر سے ان الماریوں میں ہر وقت تازہ پانی پہنچایا جاتا ہے۔ جس سے مچھلیاں زندہ رہتی ہیں۔ ان دیوار نما الماریوں میں جو مچھلیاں تھیں۔ وہ کئی قسم کی تھیں۔ کچھ تو بالکل سُرخ تھیں۔ جن کی آنکھیں بہت چمکدار تھیں۔ اور کچھ مچھلیوں کے رنگ نارنجی تھے۔ کچھ کے سبز۔ اور کچھ آسمانی رنگ کی تھیں۔ یہ تمام کی تمام مچھلیاں اسقدر دلکش تھیں۔ کہ جی چاہتا تھا انسان پہروں دیکھا کرے۔

اس کے بعد ہم دوسرے کمرے میں گئے۔ جس میں ایک طرف تو ایک تالاب سا بنا ہوا تھا۔ جس میں کافی بڑے بڑے تین مچھیرے پڑے ہوئے تھے۔ دیکھنے میں بالکل ایسا معلوم ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے بے تھے۔ گویا مرے ہوئے ہیں۔ بہت دفعہ ہلانے جلانے
سے چلنے لگے۔ اڑھائی فٹ کے قریب لمبے اور اسی قدر چوڑے
تھے۔ اس کمرے میں بھی شیشے کی دیواریں لگی ہوئی تھیں۔ اسکے
ایک حصہ میں بھی کئی ایک خوبصورت مچھلیاں دکھائی دیں۔ ایک
الماری میں ایک ہی مچھلی تھی جو ایک گز یا سوا گز کے قریب لمبی تھی۔
اور ایک فٹ کے قریب چوڑی۔ غرضیکہ بہت سی خوبصورت
مچھلیاں دیکھنے میں آئیں۔ دو ایک الماریوں میں خوبصورت
گھونگے اور سیپیاں بھی رکھی ہوئی تھیں۔

اس کے بعد ہم لوگ باہر آئے۔ اور ہوٹل میں ناشتہ
کرنے کے بعد اور کچھ دیر سمندر کے پانی میں پھر پھرا کر واپس
آ گئے۔

(سارہ بیگم بنت بابو عبدالحمید صاحب اڈیٹر دینیات درجہ ثانیہ)

کام کی باتیں!

۱۔ جب انگلی کسی تیز چیز سے کٹ جائے، اور اسمیں سے خون بہنے لگے۔ تو
اُس پر چیتھڑے کی پٹی نہیں باندھنی چاہیئے۔ بلکہ زخم کے نیچے کسی مقام پر کس کر
ڈوری باندھ دیجائے۔ اس سے خون فوراً بند ہو جائیگا۔

۲۔ اگر کسی طرح ہاتھ جل جائے اور آبلے اٹھ آنیکا اندیشہ ہو تو فوراً اس جگہ کو گاڑھا
شربت لگا دیں یا چونہ کا پانی لگا دیں۔ (۳) بدن کا جو حصہ آگ وغیرہ سے جل گیا
ہو، ہاں انڈے کی سفیدی لگائیں اس سے سوزش جاتی رہیگی اور آبلہ بھی نہیں پڑیگا۔

۴۔ کپڑے کو دھونے کیلئے پانی ابالتے وقت اسمیں ایک ٹکڑا لیموں کا ڈالدیں اس سے بہت سا
میل کٹ جائیگا۔ (۵) رنگین کپڑے کو گرم پانی میں کبھی نہ ابالیں۔ بلکہ ہمیشہ شیر گرم
پانی ہو دھوئیں آخری مرتبہ پانی میں کھنگالتے وقت پانی میں قدرے سرکہ ملا لیں تاکہ رنگ
قائم ہو جائے۔ اور نکھر آئے۔ (۶) سیاہ کپڑے پر اگر داغ پڑ گیا ہو تو اُسپر تارپین کا تیل لگا کر
صاف کریں۔ (ماخوذ) (مرسلہ سارہ بیگم درجہ ثانیہ)

خانہ داری

مرغِ مسلّم

سامان۔ مرغ ایک۔ پیاز ایک سیر۔ گھی ایک پاؤ۔ ادرک
ایک پوتھی۔ لہسن ایک پوتھی۔ دہی ایک سیر۔ کشمش حسب اندازہ
گرم مصالحہ، نمک، حسب منشاء۔ زعفران، کیوڑہ حسب ضرورت

ترکیب۔ مرغ کو ذبح کر کے خوب صاف کر لیجئے۔ اور اس کو
گھی میں بھون کر نکال لیجئے۔ کتری ہوئی پیاز، ادرک گھی میں
سرخ کر لیجئے۔ سرخ ہو جائے۔ تو نکال لیجئے۔ دھنیا، مرچ سرخ
اور لہسن پیاز یعنی بغیر ہلدی کا مصالحہ تھوڑا سا بھونئے۔
مصالحہ بھون کر پیاز۔ دہی۔ مصالحہ۔ پسا ہوا گرم مصالحہ اور
نمک ملا دیجئے۔ ملا کر آدھے مرغ کے اندر بھر دیجئے اور آدھا پتیلی
میں رکھکر مرغ کو رکھ دیجئے۔ اور تھوڑا سا پانی ڈال کر چولھے پر
چڑھا دیجئے۔ اور اُسے پکنے دیجئے۔ جب تیار ہو جائے۔ تو
زعفران کیوڑہ میں حل کر کے ڈال دیجئے۔ نہایت لذیذ ہوگا۔

(سیدہ بیگم دینیات درجہ ثانیہ)

کیک بنانے کی ترکیب

۱۔ انڈے چھ عدد۔ مکھن تازہ تین چھٹانک۔ میدہ تین
چھٹانک۔ چینی تین چھٹانک۔ BAKING پوڈر ۲ سپون
کشمش، پستہ، بادام وغیرہ حسب ضرورت۔

ترکیب۔ انڈوں کی سفیدی کو زردی سے علیحدہ کر کے
خوب پھینٹ لیں۔ یہانتک کہ خوب جھاگ ہو جائے۔ پھر
زردی کو پھینٹکر اس میں چینی ملا دیں۔ بعد اسکے مکھن اور
میدہ کو ملا کر زردی ملی ہوئی چینی میں ملا دیں۔ اور بیکنگ پوڈر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈال کر خوب ملیں۔ کہ ایک جان ہو جائے۔ بعد اس کے کسی سانچے یا ڈبہ وغیرہ میں دو تین تہ کاغذ رکھکر اس میں یہ ملی ہوئی چیزیں ڈال دیں۔ اور اُوپر کترا ہوُا پستہ، کشمش وغیرہ لگا دیں۔ پھر خوب گرم چوُلھے میں سے کوئلے کم کرکے دھیمی دھیمی آنچ پر سانچہ یا ڈبہ رکھدیں۔ نیز اس کے اردگرد اور ڈھکنے پر بھی کوئلے ڈال دیں۔ گرمی ہر طرف سے برابر پہنچے۔ چولھے کو آگے اور اوپر سے ڈھک دیں۔ تھوڑی دیر کے بعد سانچے کا ڈھکنا اُتار کر ایک سلائی ڈبو کر دیکھ لیں۔ اگر سلائی کو لگے۔ تو سمجھیں کہ ابھی کیک پورا تیار نہیں ہوُا۔ پھر ڈھک دیں۔ تھوڑی دیر بعد پھر دیکھیں۔ اگر پھر سلائی کو نہ لگے تو سمجھیں کہ کیک تیار ہے۔ اتنے وزن کے کم از کم چار کیک بنیں گے۔ یہ یاد رہے۔ کہ سانچے میں کاغذ رکھکر اوپر تھوڑا سا گھی لگا لیں۔

(سعیدہ خانم بنت شیخ عباد اللہ خان صاحب دہوری)

ب۔ ایک پاؤنڈ مکھن، ایک پاؤ چینی، آدھ پونڈ سوجی، آدھ پاؤ مرکین کا آٹا۔ بارہ انڈے۔ آدھ پاؤ بادام۔ آدھ پاؤ پستہ۔

ترکیب۔ پہلے مکھن میں چینی ڈال کر خوب گھوٹیں۔ پھر اس میں سوجی ڈال کر ملائیں۔ پھر انڈوں کی زردی۔ پھر آٹا آخر میں انڈوں کی سفیدی کو خوب پھینٹ کر بادام۔ پستہ خوب باریک کتر کر ڈالیں۔ اور خوشبو کیلئے الائچی۔ جائفل باریک پیس کر ملا دیں۔ کیک کیلئے المونیم کے چوڑے برتن یا کیک کے خاص سانچے ملتے ہیں۔ انکو گھی لگا کر پونا سانچہ بھر لیں۔ کیک کو پکانے کیلئے اس تنور میں رکھنا چاہیئے جسمیں ڈبل روٹی تیار ہوتی ہے۔ (نصیرہ نزہت دینیات درجہ ثانیہ)

جام کے سموسے

اوّل میدے میں تھوڑا سا گھی ڈال کر پانی سے گوندھ لیں۔ بعد میں اس کی باریک باریک چھوٹی چھوٹی دس روٹیاں بیلیں۔ اب ایک روٹی لے کر اس کے ایک طرف تلوں کا تیل لگا کر اسپر خشک میدہ چھڑک دیں۔ اب اسکے اُوپر دوسری روٹی رکھکر اسپر بھی تیل لگا کر خشک میدہ چھڑک دیں۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے دسوں روٹیاں رکھیں لیکن دسویں پر تیل نہ لگائیں۔ صرف خشک میدہ چھڑک کر بیلنا شروع کریں۔ معمولی گیہوں کی روٹی کے برابر ہو جائے تو اسے درمیان سے کاٹ کر نصف کرلیں۔ اب اس نصف روٹی کے بھی نصف حصّے پر کنارے چھوڑ کر ایک ٹیبل سپون اسٹار بری کی جام ڈالو۔ باقی نصف حصّہ جام والے حصّے پر پلٹ دو۔ اب کناروں کو انگلی سے آہستہ آہستہ دباؤ۔ باقی کی نصف روٹی کو بھی اسی طرح جام ڈال کر بناؤ۔

بعد ازاں کڑاہی میں گھی اسقدر ڈالیں جس میں سموسہ ڈوب جائے۔ بالکل دھیمی آنچ پر پکائیں۔ بادامی رنگ ہونے پر نکال لیں۔ یہ خیال رہے کہ آنچ تیز نہ ہو۔ اگر تیز ہوگی۔ تو سموسے کے ورق کھل جائیں گے۔ جس سے سموسوں کی خوشنمائی مفقود ہو جائے گی۔ اور جام ڈالتے وقت بھی نہایت صفائی سے ڈالیں۔

بسکٹ

میدہ ایک رتل۔ گھی پاؤ رتل۔

ترکیب۔ اوّل گھی اور شکّر کو خوب پھینٹو۔ بعد میں اس میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میدہ ملاؤ۔ پھر اس میں بجائے پانی کے تھوڑا تھوڑا دودھ ڈال کر خوب گوندھو۔ آٹا نہ بہت زیادہ نرم ہو۔ اور نہ بہت زیادہ سخت۔ اب اسے روٹی کے مانند بیلو۔ جب روٹی کافی بڑی ہو جائے۔ تو اسے بسکٹ کی مانند کاٹ لو۔ زیادہ آسان ترکیب یہ ہے کہ چھوٹا سا گلاس لیکر اسے روٹی پر رکھکر خوب زور سے گھماؤ۔ تو گول کٹ جائیگا۔ اب اسے ایک بڑے خوان میں جماکر تنور میں پکوا لو۔ یہ بسکٹ بچوں کو چائے کے ہمراہ دینے کیلئے اچھی چیز ہیں۔

(امۃ السلام قادیان)

گکروندے کا مُربّہ

گکروندے ایک سیر۔ میٹھا ایک سیر۔

اوّل گکروندے کو پانی سے دھوکر چاقو سے دو ٹکڑے کردو۔ پھر چاقو کی نوک سے تمام بیج نکال دو۔ اس کے بعد کھانڈ میں دو پیالی پانی ڈال کر قوام بناؤ۔ جب قوام تیار ہو جائے۔ تو گکروندے ڈال کر پکاؤ۔ جب وہ پھول جائیں اور قوام گاڑھا ہو جائے۔ تو اُتار لو۔

کھوئے کے لذیذ ٹوسٹ

ڈبل روٹی ایک عدد۔ کھانڈ ڈیڑھ پاؤ۔ کھویا ایک چھٹانک بادام ایک چھٹانک۔ کشمش نصف چھٹانک۔ پستہ ایک تولہ۔ کیوڑہ نصف تولہ۔ گھی آدھ پاؤ۔ الائچی تین ماشہ۔

ترکیب:۔ ڈبل روٹی کے ٹوسٹ کاٹ کر اُوپر کا سُرخ حصّہ الگ کردیں۔ اور بادام کشمش۔ پستہ صاف کرکے پستہ و بادام کی ہوائیاں کتر لیں اور آدھ پاؤ پانی میں میٹھا ڈال کر چاشنی پکائیں جب ایک تار ہو جائے تو کھویا ڈالدیں اور خوب حل کریں۔ پھر چاشنی ہلکی آنچ پر رکھ کر سب میوہ ڈال دیں۔ اسکے بعد الگ گھی میں بادامی رنگ کے ٹوسٹ تل کر نکال لیں۔ اور چاشنی میں ڈال دیں۔ آخر میں الائچی اور کیوڑہ اُوپر سے چھڑک دیں۔

بنارسی سوّیاں

سوّیاں ایک پاؤ۔ کھانڈ دو سیر۔ گھی ایک پاؤ۔ زعفران دو ماشہ۔ پستہ۔ بادام۔ کیوڑہ۔ الائچی خورد۔ چاندی کے ورق حسب ضرورت۔

ترکیب:۔ سویّوں کو بھون لو۔ کھانڈ کا شیرہ بناؤ۔ جب شیرہ تیار ہو جائے۔ تو سویّوں کو ڈال کر پکنے دو۔ پندرہ منٹ کے بعد الائچی کو گھی میں سُرخ کرکے ڈالدو بعد ازاں پستہ اور بادام کتر کر زعفران کو کیوڑے میں حل کرکے ڈال دیں۔ اور چاندی کا ورق لگاکر نوش فرمائیں۔

(امۃ الرشید دینیات درجہ ثالثہ)

بہترین چائے

ایک تولہ چھوٹی الائچیاں معہ چھلکا۔ اور ایک تولہ بادیان خطائی کوٹ لیں۔ اور ایک سیر پانی میں ان دونوں چیزوں کو ڈالکر دیگچی کا منہ سرپوش سے بند کرکے آگ پر رکھدیں۔ اور نصف گھنٹہ تک پکنے دیں۔ اسکے بعد عمدہ قسم کی چائے دو تولہ لیکر اس میں ڈالدیں۔ اور کوئی پانچ منٹ کے بعد دیگچی کو آگ پر سے اتار لیں۔ دس منٹ کے بعد اس چائے کو چھان کر اور دُودھ میٹھا ملاکر پئیں۔ چائے بیحد لذیذ ہوگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حفظانِ صحت

قیامِ صحت کے متعلق بعض ضروری ہدایات

صبح اُٹھتے ہی ناشتہ سے پہلے پانی پینا صحت کے لئے بہت مفید ہوتا ہے۔ جب ہم صبح کو اُٹھتے ہیں تو ہمارے معدہ میں بہت سی غلیظ چیزیں جمع ہوتی ہیں مثلاً بری گیس تھوک۔ بلغم یا بچی ہوئی غذا جس کو معدہ ہضم کرنیسے قاصر ہوتا ہے۔ ان سے منہ کا مزا کچھ خراب ہو جاتا ہے۔ اس لئے ناشتہ سے پہلے ٹھنڈے پانی کا گلاس پینا چاہیئے۔ اسطرح جو گندگی معدہ میں جمع ہوتی ہے۔ پانی اس کو صاف کر دیتا ہے۔ اور معدہ میں سوائے تازہ گیس کے جو کہ ہاضمہ کو درست رکھتی ہے اور کچھ نہیں رہتا۔ اگر صبح کو پانی پیا جائے تو قبض بالکل نہیں ہونے پاتی۔ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ جو اثر ٹھنڈے پانی کا ہوتا ہے وہی گرم پانی کا ہوتا ہے۔ لیکن ٹھنڈا پانی صحت میں گرم پانی کی نسبت بہتر ہے۔ مگر کمزوروں کے واسطے گرم پانی زیادہ مفید ہوگا۔ بعض لوگوں کو صبح ٹھنڈا پانی پینے سے متلی سی محسوس ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کے معدہ کا اندرونی حصہ سوج جاتا ہے۔ اسلئے ٹھنڈا پانی برداشت نہیں کرتا۔ ایسے لوگوں کو چاہیئے۔ کہ جب تک معدہ درست نہ ہو گرم پانی استعمال کریں۔ جن کو جگر یا مثانہ کی بیماری ہو۔ انہیں بھی گرم پانی فائدہ پہنچاتا ہے۔ صبح کو برف کا پانی یا شربت پینا تکلیف دہ ہوتا ہے۔

اکثر لوگ پوچھتے ہیں کہ کھانے کے ساتھ پانی پیا جائے یا نہ؟ ڈاکٹروں کی رائے اسکے متعلق مختلف ہے۔ میرے خیال میں کھانے کے ساتھ پانی بہت کم پینا چاہیئے۔ البتہ کھانے کے آدھ گھنٹہ بعد پانی پی سکتے ہیں۔ تمام دن میں کتنا پانی پینا چاہیئے؟ یہ صورت حالات پر منحصر ہے۔ موسم پر، آدمی کے ڈیل ڈول پر، اور کام کاج کی بناء پر۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ لوگ جتنی ضرورت ہوتی ہے اسکے مطابق پانی بہت کم پیتے ہیں۔ جوان اور تندرست آدمی کو دن میں چھ یا آٹھ گلاس پانی پینا چاہیئے۔

جو لوگ ایک جگہ بیٹھکر کام کرتے ہیں۔ ان کو پیاس بہت کم محسوس ہوتی ہے۔ اور اگر لگتی بھی ہے۔ تو انکو کام میں خیال بھی نہیں آتا۔ ایسے لوگوں کو چاہیئے۔ کہ دن میں چھ گلاس پانی کے ضرور پئیں۔ اگر گرمی کے موسم میں ورزش کریں۔ تو بھی زیادہ پانی پینا چاہیئے۔ کیونکہ پانی کا اکثر حصہ پسینہ کی صورت میں نکل جاتا ہے۔

صبح کے وقت بالعموم پھلوں کا رس استعمال ہوتا ہے خاصکر لیموں، ٹماٹر، اور انناس کا رس۔ اگر پھلوں کا رس پیا جائے۔ تو اس میں میٹھا بالکل نہیں ڈالنا چاہیئے۔ کمزوری اور تھکان کی حالت میں پھلوں کا رس زیادہ مفید ہے۔ مگر یہ مناسب نہیں کہ کافی یا تمباکو استعمال کر کے اپنے احساسات کو کچھ دیر کیلئے مُردہ کر لیا جائے۔ پھلوں کے رس میں وٹامن بہت ہوتی ہے۔ اور بدن کی حرارت کے مطابق ہوتے ہیں اسلئے بہت مفید ہوتے ہیں۔ ان میں نہایت ہلکی خوشبو ہوتی ہے۔ اور بھوک کے واسطے بھی اچھے ہوتے ہیں اور کسی طرح کا نقصان بھی نہیں کرتے۔ پھل ایک ایسی چیز ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس میں وٹامن کثرت سے پائی جاتی ہے۔ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ کہ اٹھارھویں صدی میں برطانیہ کے ملاحوں میں خارش کا مرض عام ہوگیا۔ اسپر انہیں ہر روز خوراک کے ساتھ لیموں کا رس دیا جانے لگا۔ جس کے نتیجہ میں خارش کی بیماری گھٹنے لگی۔ گو یہ علاج بغیر سوچے سمجھے کیا گیا تھا۔ مگر نکلا بہت فائدہ مند۔ آجکل بھی کھُجلی کے لئے لیموں کا عرق اکسیر سمجھا جاتا ہے۔

پھلوں کے شربت میں غذائیت کی طاقت بہت ہوتی ہے۔ وہ جلد ہی بدن میں جذب ہو جاتے ہیں۔ ان کی مٹھاس بھی مناسب ہوتی ہے۔ سنگترے کے شربت میں میٹھا ہرگز نہیں ملانا چاہیئے۔ جب دُوسری غذائیں ہضم نہ ہو سکیں۔ تو پھلوں کا رس پینا چاہیئے۔ کمزور اور بیماروں کے لئے پھلوں کا رس بہت اچھی چیز ہے۔ پھلوں کے رس اگر میٹھے کے بغیر پئے جائیں۔ تو بھوک کے لئے مفید ہوتے ہیں۔ گرمی کے دنوں میں خوشبودار پھلوں کے شربت دُوسرے عام ٹھنڈے شربتوں کی نسبت بہت زیادہ مفید ہوتے ہیں۔

ٹماٹر کے عرق میں غذائیت بہت ہوتی ہے۔ اور اس میں وٹامن سب پھلوں سے زیادہ پائی جاتی ہے۔ یہ چھوٹے بچوں کی بھوک کھولنے کے لئے بہت مفید ہے۔ ٹماٹر کا عرق ان کو کھُجلی سے بھی بچائے گا۔ ٹماٹر کی وٹامن پکانے کے بعد بھی ختم نہیں ہوتی۔ اگر انہیں سکھا لیا جائے۔ یا ڈبیوں میں بند کر کے رکھ لیا جائے تو بھی ان کی تاثیر میں فرق نہیں پڑتا۔ لیموں اور ٹماٹر کی تاثیر ایک سی ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ صرف پھلوں کے عرق سے ناشتہ کیا جائے۔ مگر یہ ٹھیک نہیں۔ ناشتہ کرنے کے بعد عموماً سب لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اس واسطے ان کو ایسی غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو ان کی طاقت کو قائم رکھے۔ بیشک پھلوں کے رس اچھے ہیں۔ مگر ان میں اتنی غذائیت نہیں ہوتی۔ کہ ان کے استعمال کے بعد انسان کوئی سخت کام کر سکے۔ اگر صرف عرق پی کر کام کیا جائے۔ تو کافی طاقت نہیں مل سکتی۔ پس پھلوں کا عرق پینا ناشتہ نہیں کہلاتا۔ نہ ان دونوں کو برابر قرار دینا چاہیئے +

(خورشید انور بنت قاضی محمد اکرم صاحب مرحوم امرتسر)

تاریخی واقعات

حضرت عمر بن الخطابؓ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں معزز، بہادر اور دلیر مانے گئے ہیں۔ آپؓ تاجر تھے۔ آپؓ کے اسلام لانے سے قبل لوگ اہلِ اسلام کو طرح طرح کے دُکھ دیتے۔ اور الٰہی عبادت سے روکتے تھے۔ یہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا فرمائی۔ کہ یا الٰہی ابوجہل اور عمر بن الخطاب میں سے کسی ایک کو مسلمان کر دے۔ آپ کی دُعا قبول ہوئی۔ اور حضرت عمرؓ مسلمان ہوگئے۔ آپؓ کے اسلام لانے کا واقعہ عجیب ہے۔

ایک دن آپؓ کو خیال آیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام تمام کر دینا چاہیئے۔ تاکہ روز روز کا جھگڑا ختم ہو جائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس خیال کا دل میں آنا تھا۔ کہ آپؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان کی طرف چل پڑے۔ تلوار کھینچی ہوئی تھی۔ اور آنکھیں غصے سے لال ہو رہی تھیں۔ راستہ میں ایک شخص ملا۔ اس نے پوچھا۔ عمر کہاں جا رہے ہو۔ انہوں نے کہا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے۔ اُس نے کہا کہ کچھ اپنے گھر کی بھی خبر ہے۔ تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو گئے ہیں۔ پہلے اپنے گھر کی خبر لو۔ پھر باہر کا علاج سوچ لینا۔ یہ سُنتے ہی انہوں نے اپنی بہن کے گھر کا رُخ کیا۔ اور جاکر دستک دی۔ وہ اس وقت قرآن شریف کی تلاوت میں مصروف تھیں۔ ان کی آواز سنکر انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ آپؓ اندر داخل ہو گئے۔ اور اپنی بہن کو اتنا مارا کہ خون بہنے لگا۔ مگر وہ یہی کہتی رہیں۔ کہ تم جو چاہو کرلو۔ ہم اسلام نہیں چھوڑ سکتے۔ بہن کی اس دلیری سے حضرت عمرؓ بے حد متاثر ہوئے۔ اور انہوں نے کہا۔ اچھا مجھے وہ کتاب دکھاؤ۔ جو تم پڑھ رہی تھیں۔ انہوں نے کہا۔ خدا کا کلام مشرک نہیں چھو سکتا۔ پہلے غسل کرو۔ پھر دکھاؤں گی۔ چنانچہ انہوں نے غسل کیا۔ اور بعد میں جب قرآن شریف ان کے سامنے رکھا گیا۔ تو اس کی چند آیات سُنتے ہی اس قدر متاثر ہوئے۔ کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے لگ گئے۔ اور اسی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف چل پڑے۔ دروازے پر پہنچکر آپؓ نے دستک دی۔ صحابہ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اندر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؓ کو اس حالت میں دیکھ کر گھبرا گئے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ دروازہ کھول دو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر آئے اور کہا۔ یا رسول اللہ میں آپؐ پر ایمان لایا ہوں۔ تمام صحابہؓ نے خوشی سے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اسلام لانے کے وقت آپؓ کی عمر ۳۳ برس کی تھی۔ آپؓ اکثر جنگوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد آپؓ تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔ تمام مصنفین اور مورخین مانتے ہیں۔ کہ آپؓ ایک عظیم الشان مدبر اور حکمران تھے۔ شام۔ عراق۔ فارس۔ مصر وغیرہ آپؓ ہی کے زمانے میں فتح ہوئے۔ بصرہ اور کوفہ کو بنوایا۔ مسجد نبویؐ اور مسجد حرام کو وسیع کیا +

سکہ سازی۔ ڈاک رسانی۔ مسافر خانے۔ بیت المال سرحدوں پر چھاؤنیاں بنوانا اور شہروں میں قاضی مقرر کرنا۔ سب آپؓ سے ہی شروع ہوئے۔

آپؓ ساڑھے دس سال خلیفہ رہے۔ آخر آپؓ کی شہادت کا دن آپہنچا۔ ایک دن جبکہ آپؓ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ ایک بدبخت غلام ابو لولو نے ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ھ کو خنجر مار کر آپؓ کو شہید کر دیا۔ اور آپؓ نے ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپؓ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ یعنی اُن لوگوں میں سے جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُنیا میں ہی جنت کی بشارت دی تھی +

(امۃ الرشید دینیات درجہ ثالثہ)

[illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

افسانہ

رنج وراحت

قید میں صیاد کے آیا ہوں دانے کے لئے
مَیں سراپا بن گیا عبرت زمانے کے لئے

شام ہو چکی ہے۔ سورج اپنی قبرِ مغرب میں دفن ہو چکا ہے۔ تاریکی ہر چہار طرف اپنی زلفوں کو بکھیرنے میں مشغول ہے۔ اب تو فضا بھی خاموش ہے۔ شہر کی ہر گلی اور ہر سڑک سنسان پڑی ہے۔ مگر آہ کشوت تجھے اب بھی چین نہیں۔ صبح سے باورچی خانہ میں گئی ہوئی ہے۔ نکلنے کا نام نہیں لیتی۔ گھر کے تمام افراد سو رہے ہیں۔ مگر کشوت تجھے آرام نصیب نہیں۔ اچانک کشوت کی ساس کی آنکھ کھلی۔ کسی کام کے لئے باہر آئی۔ کشوت سے جو ابھی تک برتن مانجھ رہی تھی۔ کڑک کر بولی۔ تُو بہت سُست ہے ابھی تک برتن ہی مانجھ رہی ہے۔

کشوت۔ صبح سے کام کرتے کرتے تھک گئی ہوں اس وقت مَیں جلدی کام نہیں کر سکتی۔

ساس۔ اری تو بڑی زبان دراز ہو گئی ہے۔ ایک تو کام نہیں کرتی۔ اور اوپر سے ٹرٹر کرتی ہے۔ چل جا میرے گھر سے۔ کمبخت کو آرام ہی سوجھتا ہے۔

یہ الفاظ کشوت کے دل میں تیر کی طرح لگے۔ دل سے حسرتوں کا بخار اُٹھا۔ اور آنکھوں سے آنسو ابرِ نیساں کی طرح برسنے لگے۔

یہ کہیو ابرِ باراں سے اگر برسے تو یوں برسے
کہ جیسے مینہ برستا ہے ہمارے دیدۂ تر سے

مَیں یہاں بے کس و بے بس ہوں۔ ماں باپ مر چکے ہیں۔ مجھے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ میری بدنصیبی پر کسی کو رحم نہیں آتا۔ آہ میرا بھائی جو میرے ماں باپ کی نشانی تھا مجھ سے ہمیشہ کے لئے جُدا ہو گیا ہے۔ اب میں کدھر جاؤں۔ لے موت! تو بھی میری مدد نہیں کرتی۔ اے ہند کی بیوہ! تیری دنیا میں کچھ قیمت نہیں۔ تیری قسمت کا ستارہ بھی تیرے سہاگ کے ساتھ دفن ہو چکا ہے۔ تیرے لئے مصیبتیں ہر طرف مُنہ کھولے کھڑی ہیں۔ اے خدا مجھے صبر دے۔ اور ہر مصیبت برداشت کرنے کی توفیق۔

تاریکی نے تمام چیزوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ جنوری کا مہینہ ہے۔ اُف کس بلا کی سردی پڑ رہی ہے۔ اولے پڑ چکے ہیں۔ مگر مینہ بدستور جاری ہے۔ تند ہوا سائیں سائیں کرتی ہوئی درختوں کو چیر کر گذر رہی ہے۔ اسوقت بدنصیب کشوت جس کو گھر سے نکلے ہوئے تین گھنٹے ہوئے ہیں۔ گلیوں میں ماری ماری پھر رہی ہے۔ تاکہ کوئی پناہ کی جگہ ملے تو رات کی چند گھڑیاں جو اس کے لئے صدیوں سے کم نہیں۔ بسر کرے۔ آخر ایک مکان کے پاس آکر ٹھہر گئی۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ مالک مکان نے چور سمجھ کر دھتکار دیا۔ دو تین جگہ اس کے ساتھ یہی سلوک ہوا۔ اچانک سردی کی شدت سے وہ بیہوش ہو گئی۔ اس کے پاس سوائے تن کے کپڑوں کے اور کچھ نہ تھا۔ وہ بے بس تھی۔

ہسپتال میں کشوت ایک پلنگ پر پڑی زندگی کے دن پورے کر رہی ہے۔ وہ ابھی تک بیہوش ہے۔ ڈاکٹر کی رائے ہے کہ مریضہ کو ڈبل نمونیہ ہو گیا ہے۔ حالت خطرناک ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر نصیبہ سرہانے کھڑا ہنس رہا ہے۔ کہ "گھبرا مت تجھ سے ابھی بہت سی ہند کی بے زبان بچیوں کا بھلا ہونا ہے۔" دن گذرتے گئے۔ کشوت آرا کی صحت ترقی کرتی گئی۔ مگر ابھی اٹھنے بیٹھنے کی طاقت اس میں نہیں۔ وہ تنہا ایک کمرہ میں پڑی اپنی مصیبتوں کا خیال کر کے رو رہی ہے۔ کہ

آہ کشوت بدنصیب کشوت۔ کبھی تو ایک رئیس کی راحت دل تھی۔ اپنی ماں کی لاڈلی۔ تو کس ناز و نعمت میں پلی۔ مگر وہ ناز چوچلے حقیقت میں درست نہ تھے۔ اُمی کا لاڈ سکول نہ جانے دیتا تھا۔ آہ اگر تو کچھ پڑھی لکھی ہوتی۔ تو زندگی کے چار دن تو اچھی طرح کاٹ لیتی۔ تمام نرسیں کہتی ہیں کہ تُو اب امن کی جگہ میں ہے۔ مگر مَیں تو ابھی تک قیدی کی مانند مصیبت میں ہوں۔ اے خدا! تُو ستار ہے، غفار ہے، رحمٰن ہے، رحیم ہے۔ مَیں تیرے مبارک نام کا واسطہ دے کر کہتی ہوں۔ کہ تو اس عاجزہ کی حالت پر رحم کر۔ مجھے معاف کر اور اس عذاب سے مجھے نجات دلا۔ میں مجبور ہوں۔ میرا کوئی چارۂ کار نہیں۔ میرے اللہ تو ہی بتا مَیں کیا کروں۔ کہاں جاؤں۔ میری خطا کو بخش میں عاجز ہوں۔ میرا دُنیا میں کوئی نہیں۔ تیرے در کے سوا میرا کوئی ٹھکانا نہیں؛

آج لیڈی ایلگسن کالج میں غیر معمولی رونق ہے۔ بچے۔ پردہ دار۔ بے پردہ ہر قسم کی عورتیں اور لڑکیاں جمع ہیں۔ لوگ پرنسپل اور کشوت آرا کو مبارکباد دے رہے ہیں۔ سلمیٰ کے، گوٹے کے، موتیوں کے، پھُولوں کے ہاروں سے کشوت کا گلہ بھرا ہوا ہے۔ غرض ہر طرح کے ہاروں سے کشوت کا گلہ بھرا ہوا ہے۔ کئی دفعہ گردن خالی کر چکی ہے۔ مگر پھر بدستور لدی جا رہی ہے۔ اُف آج کا دن کیسا خوشی کا دن ہے کہ کشوت آرا بی۔ اے کے امتحان میں تمام یونیورسٹی میں اوّل رہی۔ گورنمنٹ نے ایک طلائی تمغہ عطا کیا۔ اور اب وہ کل یا پرسوں گورنمنٹ کے خرچ پر لنڈن پڑھنے جائے گی۔

کشوت آرا تیری قسمت نے اب بدقسمتی کو خیر باد اور خوش قسمتی کو خوش آمدید کہا۔ تیری قسمت کا ستارا جو کچھ سال پہلے گردش میں تھا۔ اب ہند کی تمام لڑکیوں سے اونچا ہے۔ خدا تجھے اس سے بھی زیادہ تعلیم کی توفیق دے؛

وقت گذرتے دیر نہیں لگتی۔ دو سال ہنسی خوشی گذر گئے۔ کشوت آرا اچھے نمبروں پر کامیاب ہو کر آگئی۔ اور آتے ہی یونیورسٹی میں ایک اعلیٰ عہدہ پر مقرر ہو گئی۔ زمانے کی حالت کو مدِّ نظر رکھکر مسز کشوت آرا ندیم نے ایک انجمن قائم کی جس کا نام "حقوق نسواں" رکھا گیا۔ اور عہد کیا۔ کہ زندگی اس وقت تک چین سے نہ گذارونگی جب تک میں ہندوستان کی تمام بے زبان بچیوں کو ان کے حقوق دلوا کر نہ رہوں؛

(خورشید انور متعلمہ ایف۔ اے۔ امرت سر)

احرار یورپ کا مزاج

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار
آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نخلِ ناتواں

دو سرسبز پودے جو ہم جنس ہی تھے لائے گئے انہیں ایک عمدہ سی زمین میں لگاکر پانی سے خوب سینچا گیا۔ اس اُمید پر کہ کبھی یہ وان چڑھینگے تو ان سے مخلوقِ مستفید ہوگی۔ طائرانِ خوش الحان ان پر بسیرا لیں گے۔ لوگ اسکے میٹھے پھل کھائیں گے۔ اس کے سائے تلے آرام کرینگے۔

باغبان اپنے فرض سے سبکدوش ہوکر خوشی خوشی ایک بہت بڑی اُمید کی جھلک لے کر اپنے جھونپڑے میں واپس پلٹا۔ وہ ہر روز آتا اور اپنے لگائے ہوئے پودوں کو اُمید بھری نگاہوں سے دیکھتا۔ اور ان میں نمایاں ترقی دیکھکر دل ہی دل میں پھُولا نہ سماتا۔ چند دنوں تک اُسے دونوں پودے بڑھتے اور پھُولتے دکھائی دیتے رہے۔

دراصل یہ اس کی آنکھوں کا دھوکہ تھا۔

ایک دن حسب معمول باغبان آیا۔ تو پودوں کے پاس جاکر ان کا گہری نظر سے معائنہ کیا۔ جُونہی کہ وہ پاس جاکر جُھکا تو اُسے یہ دیکھکر انتہائی صدمہ ہوُا۔ کہ میرے لگائے ہوُئے پودوں میں سے ایک سُوکھ گیا ہے۔

جہاں وہ ایک کو بڑھتے اور پھلتے پھُولتے دیکھکر خوش ہوتا تھا۔ وہاں اس کے ساتھ والے پودے کو دیکھ کر مضمحل ہو جاتا۔ جب وہ کام کرتا کرتا ان کے پاس سے گذرتا۔ تو اسے اس طرح محسوس ہوتا۔ کہ گویا وہ ناتواں اور کمزور پودا زبانِ حال سے اس کج رفتار فلک کی ستم ظریفی کی شکایت کر رہا ہے!

وہ دنیا مافیہا سے بیخبر کھڑا اشکِ حسرت بہاتا دکھائی دیتا۔ باغبان کے کان اکثر یہ آواز نمایاں طور پر سُنتے۔ کہ اے فلک! اے ناانصاف فلک!! تُو نے نہایت ناانصافی سے کام لیا۔ جب ہم دونوں ایک ہی جنس سے تھے۔ اور ایک ہی جگہ میں رہ کر نشو و نما پائی تو.... آہ! تُو نے مجھ سے اتنی بے اعتنائی کیوں برتی۔ کاش! اگر مجھ پر بادِ سموم نہ چلتی تو آج مَیں بھی اپنے اس بھائی کی طرح مخلوق کو مستفید کرتا۔ لوگ میرے سائے کے نیچے آرام و راحت پاتے۔ میرے پھل کو دیکھ کر خوش ہوتے۔

آج میں تنہا ہوں.... تنہا! بالکل تنہا!! میرا کوئی پرسانِ حال نہیں۔ مَیں تنہا اپنی قسمت پر اشکہائے یاس بہا رہا ہوں۔ آہ!..... کاش۔ مَیں بھی اپنے ساتھی کی طرح ہوتا۔ تا دُنیا میری بھی ہر ممکن طریق سے خاطر و مدارات کرتی۔ مگر......!

میرے معبود! میرے خالق! اگر آج مجھ پر تیرے کرم ہو جائیں۔ تیرے افضال ہو جائیں۔ تو تیری یہی مخلوق مجھے محبّت بھری نگاہوں سے دیکھے۔

یہ نخلِ ناتواں ابھی اتنا ہی کہنے پایا تھا۔ کہ ایک دوشیزہ جھومتی جھامتی آئی۔ اور ان ہر دو پودوں کے پاس کھڑی ہوکر انہیں دیکھنے لگی۔ جب اس نے دیکھا کہ ایک تو اپنے سرسبز ہونے کی وجہ سے نہایت بھلا معلوم ہو رہا ہے۔ اور دوسرا سُوکھ کر صرف ایک شاخ سی رہ گیا ہے۔ تو اس کے دل میں خیال آیا۔ کہ بھلا اب اس خشک سی شاخ کا کیا فائدہ۔ کیوں نہ اسے توڑ دوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چنانچہ اس خیال کے آتے ہی اُس نے جھٹ اُوپر سے بھوڑا سا توڑ دیا۔ اسطرح اس کے زخمی دل پر نمکپاشی کی۔

اب اس دوشیزہ کا روزانہ یہ معمول ہو گیا۔ کہ وہ جب چمن میں گلگشت کرنے آتی۔ تو ان دونوں ساتھیوں کو ضرور دیکھتی۔ اور اُس پودے کو ایک دو انچ کے برابر توڑ جاتی۔ شائد وہ اس کی اندر کی حالت معلوم کرنا چاہتی تھی۔! یہاں تک کہ فلک کو اس معصوم پودے پر رحم آگیا۔ اور اس نے اپنے دست شفقت اور قطرۂ رحمت سے اسے سینچا۔

ایک دن جب وہی دوشیزہ حسب معمول پھر آئی تو اس کی حیرت کی حد نہ تھی۔ یہ دیکھکر کہ جسے میں نکمّی اور سوکھی ہوئی شاخ سمجھتی تھی۔ وہ آج کچھ ہری دکھائی دے رہی ہے۔ وہ آج اس میں ایک نئی تبدیلی دیکھ رہی تھی۔ وہ حیران تھی اور سخت حیران! کبھی وہ سمجھتی کہ میری آنکھوں کو دھوکا ہو رہا ہے۔ کبھی خیال کرتی۔ کہ شائد باغبان نے اس کی جگہ اور ہری شاخ لگائی ہے۔ ...

..... آخر اس دوشیزہ نے پہلے شاخ کو ہرا ہوتے دیکھا۔ پھر کونپلیں پھُوٹیں۔ پھر ان ننھی اور نازک کونپلوں سے پتیاں نکلیں۔ یہانتک کہ وہ رفتہ رفتہ شاخیں بن کر زمین کو بوسہ دینے کے لئے بیتاب دکھائی دینے لگیں!

اس عظیم الشان تبدیلی کو دیکھکر دوشیزہ کے نین کٹورے یعنی اس کے ظرف مغمومیت بری طرح اُمڈے چند لمحوں میں اسکی آنکھوں سے گنگا جمنا بہہ رہی تھیں۔ بیساختہ اسکے مُنہ سے نکلا۔ کہ اے میرے محسن اور قادر خدا! اے میرے ستار! جس طرح تو نے اس ناتواں کمزور اور سوکھے ہُوئے خشک پودے کو ہرا کرکے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھایا ہے۔ اسی طرح تو میری آرزوؤں اور میری امیدوں کو ہرا کر! مجھپر بھی اپنا ابر کرم برسا! تیرے ہاتھ میں زبردست طاقت ہے۔ تو غالب حکمت والا ہے! .... تو جانتا ہے کہ تیری مخلوق کمزور ہے! گنہگار ہے! عاصی ہے! .... مگر! تُو تو ستار ہے بس! ——— تُو مجھ پر بھی اسی طرح کرم کر! ———

دوشیزہ یہ کہتی ہُوئی۔ اور اپنے آنسوؤں کو پونچھتی ہُوئی چلدی!!

اُف! کیا ہی دردناک .... پُرالم! ..... مگر قلب کو تسلی بخشنے والا منظر تھا۔

جب انسان مایوس ہو جائے! جب انسان بے بس ہو جائے یا جب دنیا بے رحم ہو جائے! جب دکھی مخلوق کے تمام تر آرام! راحتیں! دلفریبیاں! خوشیاں اُسے خیرباد کہدیں۔ جب غریب مخلوق بالکل بے بس ہو جائے! جب اس کی ناؤ بھنور میں ہچکولے کھا رہی ہو! جب وہ بالکل ہی بے یار و مددگار چھوڑ دیا گیا ہو! تب منعم حقیقی کی رحمت جوش میں آتی ہے۔ اور وہ نہایت پیار سے اپنی بے کس ہستی کو اپنی آغوشِ رحمت میں لے لیتا ہے۔

الٰہی! ..... تیرے کام اپنے اندر عجیب حکمتیں رکھتے ہیں۔ کیا کسی بشر کی طاقت ہے کہ وہ اس طرح ایک سیکنڈ میں ہزاروں تبدیلیاں پیدا کر دے؟؟ نہیں! ہرگز نہیں!!

آہ! اسی طرح اس دوشیزہ کا دل بھی اسی منظر کو دیکھکر بھر گیا۔ اور وہ آنسو پونچھتی ہوئی چلدی۔ مگر اک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آس لے کر!

اے غریب دوشیزہ! تو غمگین مت ہو! جبکہ تیرا خالق تیرا سہارا ہے۔ وہ تجھے کبھی بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا۔ اس کی رحمت جوش میں ہے۔ وہ اس بات کا منتظر ہے۔ کہ تو کوئی سوال کرے۔......

پس.... تو آ ——— اور باب ربوبیت کو کھٹکھٹا! کھٹکھٹا اور عاجزی و انکساری سے کھٹکھٹا!! تو بھی اُس پودے کی طرح سرسبز و شاداب ہوگی۔ بشرطیکہ تو آستانۂ الوہیت کو مضبوطی سے پکڑ لے!!

(سیدہ بشریٰ رعنا بنت حافظ سید عزیز اللہ شاہ صاحب)

سہ ماہی رپورٹ لجنہ اماء اللہ شہر سیالکوٹ

(اکتوبر ۱۹۳۹ء سے دسمبر ۱۹۳۹ء تک)

یکم اکتوبر صبح ۹ بجے جلسہ سیرۃ النبیؐ سیدہ فضیلت صاحبہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ صدر صاحبہ نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ سیدہ امۃ السلام نے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے رحمۃ للعالمین ہونے پر۔ سیدہ آسیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دشمنوں سے سلوک۔ فاطمہ بیگم نے گورمکھی میں آپؐ کی زندگی کے قابل قدر نمونے پیش کئے۔ اس کے بعد ایک سکھ لڑکی جیبت کور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی نوع انسان سے اعلیٰ سلوک۔ احمدیت کی ترقی اور اسلام کی تعریف میں مضمون پڑھا۔ محترمہ زبیدہ بیگم نے الفضل سے "دنیا کو آزادی دلانے والا نبی" پڑھ کر سنایا۔ پریذیڈنٹ صاحبہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کے نمونے پیش کرکے عمل کرنے کی تلقین کی۔

نومبر میں سیدہ فضیلت صاحبہ کی زیر صدارت جلسہ ہوا جس میں سیدہ امۃ السلام نے ۲۸ر اکتوبر کے الفضل سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ روزوں کے متعلق پڑھا۔ سیدہ قمر اسلام نے ۲۲ر اکتوبر کے الفضل سے ایک مضمون روزوں کے متعلق سنایا۔ پریذیڈنٹ صاحبہ نے رمضان شریف کی اہمیت اور برکات۔ دُعا کے فوائد اور اس کی قبولیت کے نشان۔ تقویٰ و طہارت۔ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں دُعا کی قبولیت اور لیلۃ القدر کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔

۳ر دسمبر جلسہ پیشوایان مذاہب زیر صدارت مسز ایس، ایف، آئی، سی، ایس منعقد ہوا۔ مسز ٹریسلو نے مسیح ناصری کی پیدائش اور ان کی تعلیم پر تقریر کی۔ محترمہ زبیدہ بیگم نے اپنی تقریر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آپؐ کی اعلیٰ تعلیم کے نمونے پیش کئے۔ بعدہٗ مسز دت ہندو بہن نے حضرت کرشن کی تعلیم اور انکے حالات پر روشنی ڈالی۔ اپدیش کور صاحبہ نے اختلافات مذاہب پر تبصرہ کرکے باباگورو نانک صاحب کی رواداری اور اسلام سے قرب کے نمونے پیش کئے۔ مس سمدو نے تمام بہنوں کو عمل کرنے کی طرف متوجہ کیا۔ اسکے بعد پریذیڈنٹ صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ابتدائی زندگی کے حالات، دعویٰ کے بعد دشمنوں کے مقابلہ میں صبر و تحمل اور قبولیت دُعا کے نشانات نہایت شرح و بسط سے بیان کئے۔ وقفہ میں سکھ اور مسلمان لڑکیوں نے نظمیں پڑھیں۔ صدر صاحبہ نے حاضرات کو عملی زندگی سنوارنے اور آپس میں متحد رہنے کی تلقین کی۔ جلسہ میں پانچ صد بہنیں تشریف لائی تھیں۔ جس میں ہندو، سکھ، آریہ اور عیسائی عورتیں پچاس کے قریب تھیں۔

۱۷ر دسمبر کو پریذیڈنٹ صاحبہ نے تحریک جدید سال ششم کی طرف توجہ دلائی۔ اسپر بہنوں نے لبیک کہتے ہوئے اپنے وعدے لکھوائے۔

(زینب سکرٹری لجنہ اماء اللہ شہر سیالکوٹ)

نٹنگ ورک

17

اُونی فراک پیٹی دار

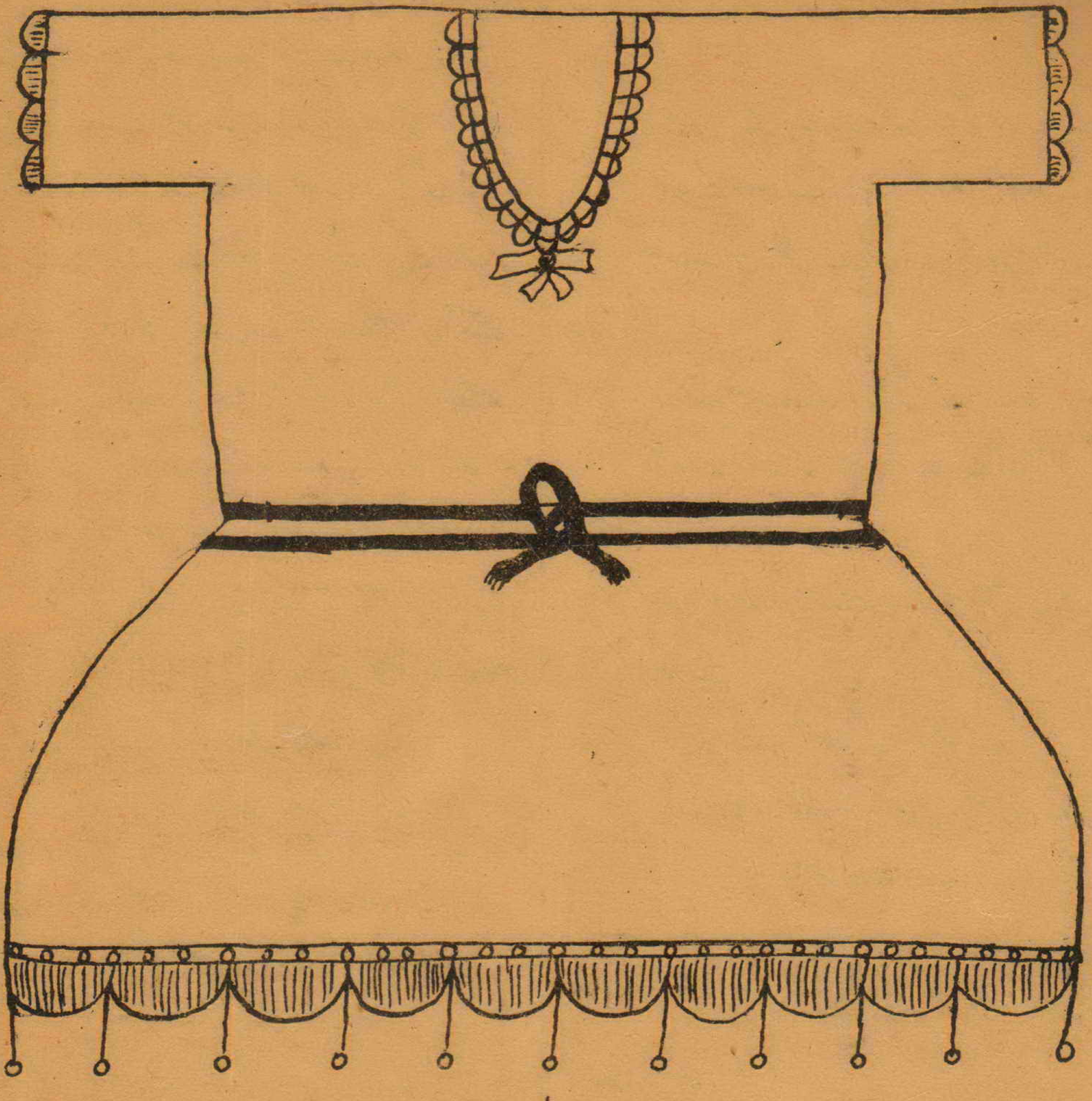

ترکیب:-

جتنے بڑے بچہ کا فراک بنانا ہو۔ ناپ کر کاغذ کاٹ لیجئے پھر پیمانہ سے گھیرے کا چوڑان ماپ کر دیکھئے۔ سال بھر کی بچی کے فراک کا چوڑان عموماً ۱۵ انچ ہوتا ہے۔ اب پندرہ انچ خانے ایک سلائی پر ڈال کر سیدھے بُنئے۔ جب ایک انچ لمبا سیدھا بن جائے تو ہر سلائی شروع کرتے وقت اور ختم کرتے وقت ایک ایک خانہ گھٹاتی جائیں۔ بناوٹ تمام سیدھی یکساں رہیگی۔ اب کمر تک آ کر رُک جایئے۔ اور گھٹانا موقوف کر کے بغلوں تک بغیر گھٹائے بُنتی آیئے۔ اب آدھے آدھے خانے کر کے دو سلائیوں پر لے لیجئے۔ اور آستین کی طرف ۶-۱ انچ خانہ اور ڈال دیجئے۔ پھر جدھر آستین ہے اُدھر تو یکساں اور گلے کی طرف سے گھٹانا شروع کیجئے۔ ہر قطار میں ایک خانہ گھٹایئے۔ اور کندھے تک لا کر ٹھہر جایئے۔ پھر اس طور سے دوسرا حصہ گلے کا بُن لیجئے۔ یہ فراک کا اگلا حصہ ہے۔ اب دونوں سلائیوں کی بناوٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے درمیان ۵۔ انچ کا فاصلہ ہوگا۔ پس ۵۔ انچ خانے سیدھے ہاتھ والی سلائی پر بڑھا کر دوسرا حصہ بھی اس میں شامل کر لیجئے۔ اور برابر بغیر گھٹائے بڑھائے بغلوں تک بُنتی جائیے۔ یہ پُشت ہے۔ بغل کے بعد سے چھ چھ انچ خانہ آستین کے بند کر دیجئے۔ اور کمر تک جیسے اگلا حصہ بُنا ہے بُن لیجئے۔ پھر بالکل پہلے کی طرح پُشت کا گھیر بُن کر تمام کیجئے۔ اب اس اُون سے مضبوط دونوں حصوں کے کنارے سی کر جوڑ لیجئے۔ اور کروشیا سے ایک لائن جالی بنا کر کنگورے بنا لیجئے۔ نیچے کے گھیر میں ہر کنگورے کے بعد اگر پسند ہو، تو چار چار چین بنا کر شیشہ کا موتی حسب نمونہ ڈال دیجئے۔

گلے میں ربن کی بو بنا کر ٹانک دیجئے۔ کمر پر سیدھی بناوٹ کی ۲۔ انچ چوڑی اور ½۱ گز لمبی پیٹی بُن کر اور کناروں پر اُون کے بڑے پھندے باندھکر پیٹی لگا دیجئے۔

(آنسہ حمیدہ بیگم بنت بابو اکبر علی صاحب قادیان)

زندگی کیا ہے؟

طلوعِ آفتاب کے بعد پرندوں نے میٹھی آواز میں کہا:۔

"زندگی قدرت کا خوبصورت عکس ہے۔"

پانی کے بُلبلے نے کہا:۔

"زندگی ایک چلبلاہٹ ہے۔"

مرجھائے ہوئے کنول نے کہا:۔

"زندگی چند گھنٹوں کی کہانی ہے۔"

کُتے سے معلوم ہوا۔ "زندگی ایک لالچ ہے۔"

ناکام طالبعلم نے کہا۔ "زندگی ایک بوجھ ہے۔"

کودتے ہوئے ہرن نے کہا "زندگی دلفریب راگ ہے۔"

بچے کی مُسکراہٹ نے کہا۔ "زندگی مسرت ہے۔"

بھوکے مزدور نے کہا۔ "زندگی دکھوں کا گھر ہے۔"

سنسان جنگل نے کہا۔ "زندگی گہری خاموشی ہے۔"

دولتمند امیر نے کہا۔ "زندگی کھانا پینا اور مرجانا ہے۔"

قسمت پر شاکر رہنے والے نے کہا۔ "زندگی قسمت کی فال ہے۔"

بسترِ علالت پر پڑے ہوئے مریض نے کہا۔ "زندگی روگوں کا گھر ہے۔"

کلرک نے کہا۔ "زندگی چاکری ہے۔"

تماشہ بینوں نے کہا۔ "زندگی ایک کھیل ہے۔"

دوائیوں کا اشتہار دینے والوں نے کہا۔ "یہ گولیاں زندگی ہیں جان ہیں۔"

بیواؤں کی سرد آہوں سے معلوم ہوا۔ "زندگی آنسوؤں کی دھار ہے۔"

پہلوان نے کہا۔ "زندگی ایک اکھاڑہ ہے۔"

بھکاری نے کہا۔ "زندگی داتا کی خیرات ہے۔"

آہ! یہ کیا؟ اچانک خیالات کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ دل سے آواز اُٹھی:۔

"زندگی اطمینانِ قلب کا نام ہے۔"

(ماخوذ)

(مرسلہ امۃ السلام قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقایا داران "مصباح"

(۱)

ذیل میں بقایا داران مصباح کی پہلی فہرست شائع کرتے ہوئے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ مہربانی فرما کر تمام خریدار اپنا اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیں۔ اکثر خریدار ایسے ہیں جن کے چندہ کی میعاد اکتوبر یا نومبر یا دسمبر ۱۹۳۸ء میں ختم ہے۔ گویا اب ان کی خریداری پر دوسرا سال گذر رہا ہے۔ مگر ابھی تک انہوں نے اپنا چندہ ادا نہیں کیا۔ اور چونکہ ان میں سے قریباً ہر خریدار کے ذمہ ۲ دو سال کا چندہ واجب الادا ہے۔ اسلئے مہربانی فرما کر ۲ دو روپے فی سال کے حساب سے چار روپے ہر خریدار دفتر مصباح میں جلد ارسال فرما دے۔ اگر کوئی بہن خریدار نہ رہنا چاہتی ہوں تو وہ بقایا صاف کر کے اپنا پرچہ بند کرا سکتی ہیں۔ (مینجر)

۱ - محمد رفیق صاحب - اکتوبر ۱۹۳۸ء
۳ - قاضی محمد شریف صاحب۔ دسمبر ″
۵ - بیگم صاحبہ قاضی محمد اسلم صاحب ″ ″
۱۱ - استانی برکت بی بی صاحبہ ″ ″
۱۲ - خالدہ صاحبہ - ″ ″
۱۳ - اہلیہ صاحبہ محمد یونس صاحب۔ ″ ″
۱۶ - ڈاکٹر محمد لطیف صاحب۔ ″ ″
۱۷ - چوہدری عبد المالک صاحب۔ ″ ″
۲۰ - عبد القادر صاحب - ″ ″
۲۴ - سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب۔ ″ ″
۲۵ - خیر الدین صاحب - ″ ″
۲۶ - محمد اکرم خان صاحب درانی - ″ ″
۳۰ - سیدہ فضیلت اسلام صاحبہ ″ ″
۳۴ - اُم الفیض ماجدہ خاتون صاحبہ ″ ″
۵۳ - مرزا محمد علی بیگ صاحب - ستمبر ″
۵۴ - ڈاکٹر محمد جلال الدین صاحب - اکتوبر ″
۵۵ - ملک حبیب اللہ خاں صاحب دسمبر ″

۵۷ - سیٹھ الہ جوایا ظہور احمد صاحب دسمبر ۱۹۳۸ء
۶۱ - اے - جی ناصر صاحب ″ ″
۶۴ - اہلیہ صاحبہ بابو غلام حسین صاحب اکتوبر ″
۶۶ - اہل پردہ کلاں - دسمبر ″
۶۹ - رسالدار میجر محمد یعقوب خانصاحب ″ ″
۷۲ - سیدہ فیاض حیدر صاحب۔ اکتوبر ″
۷۳ - سکینہ بی بی صاحبہ۔ دسمبر ″
۷۶ - الہ رکھی صاحبہ - ″ ″
۸۱ - ہمشیرہ صاحبہ گلزار احمد صاحب مئی ″
۸۳ - ڈاکٹر لال الدین صاحب۔ دسمبر ″
۸۶ - ڈاکٹر محمد عمر صاحب - ″ ″
۹۳ - بخانہ شیخ محمد حسین صاحب۔ ″ ″
۱۱۲ - قمر الدین صاحب - ″ ″
۱۱۸ - مولوی دلپذیر صاحب۔ ″ ″
۱۲۳ - میاں محمود احمد صاحب۔ ″ ″
۱۲۵ - حمیدہ خاتون صاحبہ - ″ ″
۱۳۴ - اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر محمد خان صاحب ″ ″

۱۳۸ - گلزار فاطمہ صاحبہ - مارچ ۱۹۳۸ء
۱۵۶ - زینب بیگم صاحبہ - اکتوبر ″
۱۵۷ - میاں محمد سلطان صاحب دسمبر ۱۹۳۹ء
۱۵۸ - عزیزہ صاحبہ - ″ ″
۱۶۲ - اہلیہ صاحبہ قاضی عبد الحق صاحب ″ ″
۱۶۳ - اہلیہ صاحبہ چوہدری اعظم علی صاحب نومبر ۱۹۳۸ء
۲۰۶ - میاں ناصر احمد صاحب دسمبر ″
۲۰۹ - امۃ القدیر صاحبہ - نومبر ″
۲۱۵ - سیٹھ صدیق احمد صاحب دسمبر ″
۲۴۹ - حمیدہ بیگم صاحبہ - ستمبر ″
۲۵۹ - قریشی عبد اللطیف صاحب اکتوبر ″
۲۶۶ - اے - ایچ۔ شفقت صاحبہ ″ ″
۲۶۸ - امۃ اللطیف صاحبہ معصوم - نومبر ″
۲۷۴ - اہلیہ صاحبہ حسن کیم / فیروز الدین صاحب } نومبر ۱۹۳۸ء
۲۸۰ - پریذیڈنٹ صاحبہ لجنہ اماء اللہ نومبر ۱۹۳۸ء
۲۸۹ - سلیمہ بیگم صاحبہ - دسمبر ۱۹۳۸ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خوشنما پھول

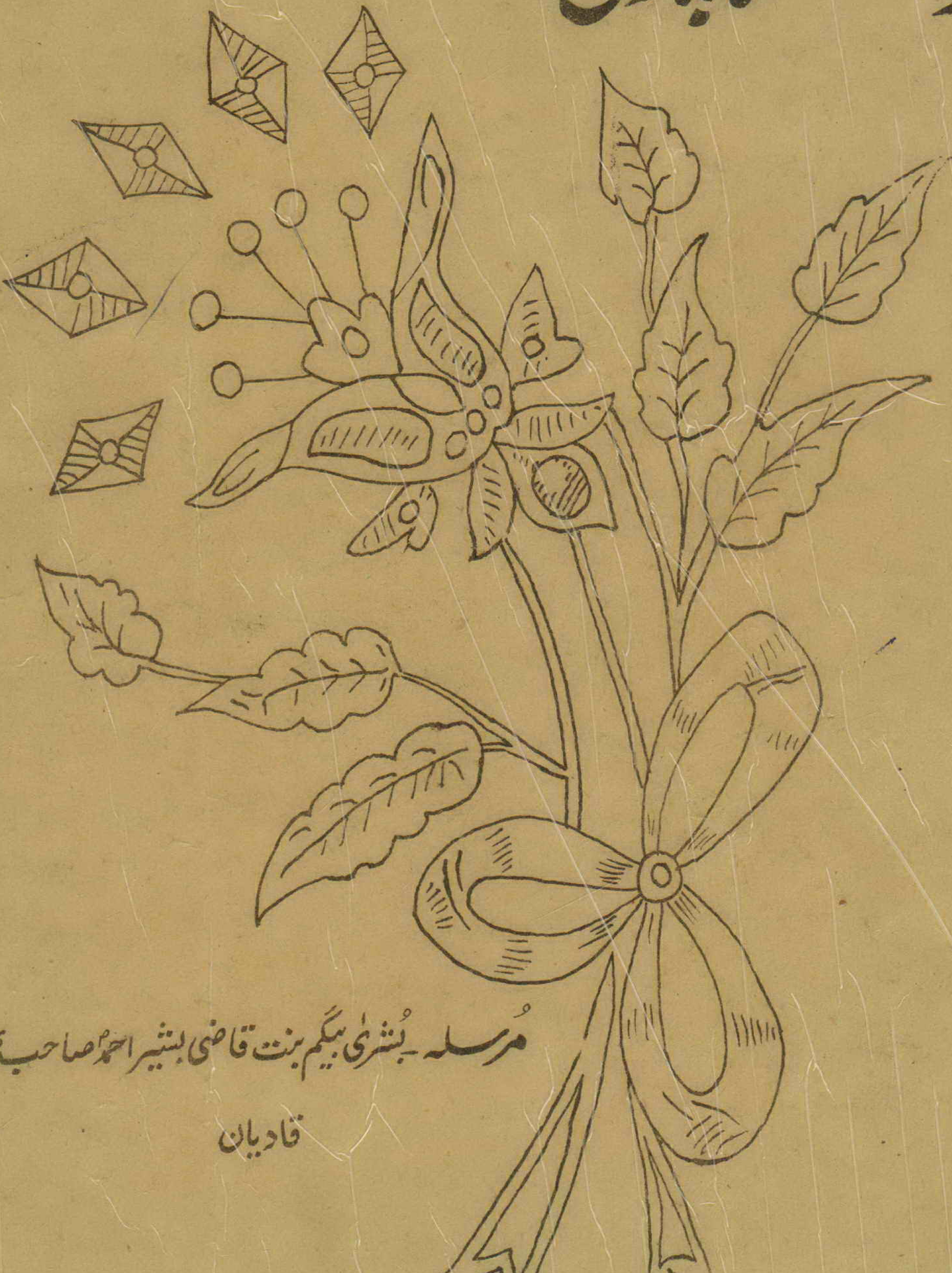

مرسلہ۔ بشریٰ بیگم بنت قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی
قادیان

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔